نماز میں رفع یدین کے جائز نہ ہونے کی لاجواب تحقیق

قریرۃ العینین بتحقیق رفع الیدین

مؤلف

فاضل جلیل مولانا مولوی محمد مشتاق احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

تنظیم نوجوانانِ اہلسنت

جامع مسجد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھاٹی گیٹ لاہور پاکستان

نماز میں رفع یدین کے جائز نہ ہونے کی لاجواب تحقیق

قریرۃ العینین

بتحقیق

رفع الیدین

مؤلف

فاضل جلیل مولانا مولوی محمد مشتاق احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

تنظیم نوجوانانِ اہلسنّت

جامع مسجد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھاٹی گیٹ لاہور پاکستان

سلسلۂ اشاعت نمبر (۱۸)

بیاد : امام الائمہ، سراج الامہ، کاشف الغمہ، سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ و اعلیحضرت، امام اہلسنت، مولانا الشاہ احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

زیرنگرانی -------- حافظ محمد شاھد اقبال

نام کتاب -------- قریرۃ العینین بتحقیق رفع الیدین

مصنف -------- مولانا مشتاق احمد چشتی رحمہ اللہ

سن طباعت -------- ذوالقعدہ ۱۴۱۶ھ
اپریل ۱۹۹۶ء

کمپوزنگ -------- المدد کمپوزرز، راج گڑھ روڈ، لاہور

تعداد -------- ہزار (۱۰۰۰)

صفحات -------- ۵۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا طُرُقَ الْاِسْلَامِ وَالصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ بَلَّغَ اِلَيْنَا جَمِيْعَ الْاَحْكَامِ مِنَ الصَّلٰوةِ
وَالصِّيَامِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهِ الْبَرَرَةِ الْكِرَامِ۔ اما بعد احقر
العباد اذل الافراد الرجی رحمہ ربہ الصمد

عاصی محمد مشتاق احمد، برادران اسلام سے عرض کرتا ہے کہ احقر کے ایک سچے دوست نے متعدد مرتبہ بطور طنزیہ امر پیش کیا کہ علماء حنفیہ کے پاس رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین نہ کرنے کی کوئی حدیث صحیح یا حسن موجود نہیں، سب تارکین سنت ہیں، اگر ہے تو پیش کرنا لازم ہے، چونکہ یہ سوء ظنی ترک سنت صرف حنفیوں ہی کی نسبت نہیں ہوتی تھی جو فرقۂ ناجیہ اہل السنت والجماعت میں یقیناً نصف سے زیادہ اور دو ثلث کے قریب ہیں، بلکہ موافق اشہر روایت تمام مالکی بھی اس بدظنی کے مورد بنتے تھے۔ لہٰذا برائے دفع اتہام عن اکثر امتہ سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ الف الف صلوٰۃ وسلام۔ جو احادیث صحاح ستہ وغیرہا سے رفع یدین نہ کرنے میں احقر کو معلوم ہیں، اس مختصر رسالہ میں جمع کرتا ہے۔

فَاَقُوْلُ وَبِهٖ اَسْتَعِيْنُ ابوداؤد میں ہے:

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ نَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ
عَاصِمٍ يَعْنِيْ ابْنَ كُلَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ
عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّيْ بِكُمْ

صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَصَلّٰی فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ اِلَّا مَرَّۃً۔(ابو داؤد' ص ۱۱۰ مطبع محمدی)

ترجمہ: "علقمہ نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا: کیا نہ پڑھاؤں میں تم کو نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ کہا علقمہ نے' پھر عبداللہ بن مسعود نے نماز پڑھی۔ پس نہ اٹھائے دونوں ہاتھ مگر ایک دفعہ"۔

توثیق اسناد

پہلے راوی حدیث ہذا عثمان بن ابی شیبہ کی نسبت تقریب التہذیب کے صفحہ ۱۷۶ میں لکھا ہے ثِقَۃٌ' حَافِظٌ' شَہِیْرٌ اور منجملہ راویان صحیحین اور نسائی اور ابن ماجہ کے ہیں۔

دوسرے راوی وکیع کی نسبت لکھا ہے ثِقَۃٌ' حَافِظٌ مِّنْ کِبَارِ التَّاسِعَۃِ تقریب صفحہ ۲۷۱' اور یہ ہر شش کتب صحاح کے راویان مقبولین سے ہیں۔

تیسرے راوی سفیان کی نسبت تقریب کے صفحہ ۹۶ میں لکھا ہے ثِقَۃٌ حَافِظٌ' فَقِیْہٌ' عَابِدٌ' اِمَامٌ حُجَّۃٌ' مِّنْ رُّؤُسِ الطَّبَقَۃِ السَّابِعَۃَ ولس اور یہ بھی مقبولین رواۃ صحاح ستہ میں سے ہیں۔

چوتھے راوی عاصم بن کلیب کی نسبت تقریب کے صفحہ ۱۴۹ میں لکھا ہے' ثِقَۃٌ مِّنَ الثَّالِثَۃِ اور یہ مقبولین رواہ صحاح ستہ میں سے ہیں۔

چھٹے راوی علقمہ کی نسبت صفحہ ۱۸۲ میں ہے ثِقَۃٌ ثَبْتٌ فَقِیْہٌ عَابِدٌ مِّنَ الثَّانِیَۃِ اور روایت ان کے صحیحین اور سنن اربعہ میں موجود ہے۔

جب یہ ثابت ہوا کہ اس حدیث ابی داؤد کے چھ راوی (جو واسطہ ہیں مابین عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایسی معتبر اور ثقہ ہیں کہ روایت کیا ان کے واسطہ سے امام بخاری' امام مسلم نے اور دیگر صحاح والوں نے' لہٰذا یہ حدیث صحت میں برابر ہوئی دیگر احادیث صحیحین کے' اور ایسے صحیح الاسناد حدیث کا ضعیف کہنا باطل ہوا اور جب عاصم سے تعلیقاً' امام

بخاری نے روایت کو لیا، تو لامحالہ وہ رجال مقبولہ بخاری میں معدود ہو گئے۔

اور فی الجملہ ا تائید ہو گئی اسناد مذکور کی دوسرے طریقہ اسناد سے جو اس کے بعد دوسری سطر میں ابوداؤد نے بیان کی ہے۔ فی الجملہ کا لفظ اس واسطے کہا کہ یہ اسناد صرف سفیان تک ہے، مگر تائید سے خالی نہیں۔ وہ یہ ہے:

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نا مُعَاوِيَةُ وَ خَالِدُ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ وَ اَبُوْ حُذَيْفَةَ قَالُوْا نا سُفْيَانُ بِاِسْنَادِهٖ بِهٰذَا قَالَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي اَوَّلِ مَرَّةٍ وَ قَالَ بَعْضُهُمْ مَرَّةً وَّاحِدَةً (ابوداؤد)

اور اسی اسناد کے ساتھ روایت "ترمذی شریف" میں موجود ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

ثنا هَنَّادٌ نا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّيْ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا فِيْ اَوَّلِ مَرَّةٍ ("ترمذی شریف" صفحہ ۳۵، مطبع مجتبائی)

اس حدیث کی اسناد میں ہناد راوی زیادہ ہے۔ باقی رواۃ وہی ہیں جن کی توثیق گزر چکی۔ ہناد کی نسبت "تقریب" کے صفحہ ۲۶۷ میں (ثِقَةٌ مِنَ الْعَاشِرَةِ) لکھا ہے اور یہ صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے راویوں میں سے ہیں۔ لہٰذا یہ اسناد موافق شرط مسلم کے صحیح ہوئی۔

اور اسی اسناد سے روایت کیا، اس کو نسائی میں، لفظ اس کے یہ ہیں:

نا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ الْمَرْوَزِيُّ نا وَكِيْعٌ نا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَلَا اُصَلِّيْ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى وَ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا مَرَّةً وَّاحِدَةً ("نسائی" صفحہ ۱۷۲، مطبع نظامی)

اس حدیث نسائی کے اسناد میں محمود بن غیلان مروزی زیادہ ہیں۔ باقی رجال اسناد وہی ہیں جو صحیحین کے رجال ہیں اور محمود بن غیلان سے سوائے ابوداؤد کے باقی پانچوں کتب صحاح میں روایت لی گئی۔ لہٰذا حدیث نسائی موافق شرط صَحِيْحَيْن صحیح الاسناد ہوئی۔ اور محمود بن

غیلان کی نسبت "تقریب" کے صفحہ ۲۴۱ میں لکھا ہے: ثِقَةٌ مِّنَ الْعَاشِرَةِ اور مسند امام اعظم میں اس طرح روایت کیا ہے:

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَ الْاَسْوَدِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَلَا يَعُوْدُ بِشَيْئٍ مِّنْ ذَالِكَ ("مسند امام اعظم" صفحہ ۲۰)

اس حدیث کے رواۃ میں ابراہیم علقمہ سے اور اسود سے صحیحین اور سنن اربعہ میں روایت کی گئی ہے، مگر حماد بن سلیمان کی روایت "بخاری" میں نہیں، "مسلم شریف" میں موجود ہے۔ لہٰذا یہ سند موافق شرط مسلم، صحیح ہوئی۔ حماد بن ابی سلیمان کی نسبت "تقریب" کے صفحہ ۶۴ میں ہے:

فَقِيْهٌ، صَدُوْقٌ لَهٗ اَوْهَامٌ رُمِيَ بِالْاِرْجَاءِ

اور ابن ابی شیبہ نے اس حدیث کو اس طرح روایت کیا ہے:

ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ اَلَا اُرِيْكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا مَرَّةً (رسالہ "کشف الرین عن مسئلہ رفع یدین" ص ۵)

اس سند کے تمام راوی صحیحین کے رواۃ میں سے ہیں۔ لہٰذا یہ اسناد موافق صحیحین صحیح ہوئی۔

غرض اس حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کتب احادیث میں ایسی اسانید سے روایت کیا ہے جن کے تمام راوی تین کتب یعنی "نسائی" و "ابوداؤد" و ابن ابی شیبہ میں، تو صحیحین کے راوی ہیں اور دو کتاب یعنی "مسند امام اعظم" اور "ترمذی شریف" میں بعض راوی صرف "صحیح مسلم" کے راوی ہیں۔ لہٰذا یہ حدیث موافق شرط صحیحین تین طریقوں سے اور موافق شرط مسلم کے دو طریقوں صحیح ہوئی۔

اور نیز روایت کیا اس حدیث کو "شرح معانی الآثار" میں امام طحاوی نے اور "مسند

دار قطنی" میں دار قطنی نے، مگر بوجہ دراز ہو جانے رسالہ کے ان دونوں کی اسناد نقل کرنے اور پھر توثیق کرنے کو ترک کیا۔ رَافِعِیْن کی جانب سے اس اسناد پر (جو متعدد کتب احادیث سے منقول ہوئی) چند شبہ ہیں۔ سب سے زیادہ قوی شبہ یہ ہے کہ مدار اس حدیث کا عاصم بن کلیب پر ہے، اور ضعیف کہا ہے عاصم کو امام احمد و ابوداؤد وغیرہم نے۔

اول جواب، اس شبہ کا یہ ہے کہ عاصم بن کلیب رجال مسلم سے ہیں اور توثیق کی ان کی یحییٰ بن معین اور نسائی نے اور جب کہ امام مسلم نے التزام کیا ہے کہ کسی ضعیف راوی سے اس کتاب میں تخریج نہ کروں گا۔ كَمَا فِيْ مُقَدَّمَةِ مُسْلِمٍ تو عاصم کی توثیق مسلم سے بھی ہو گئی اور تعلیقاً امام بخاری نے عاصم سے اخذ روایت کیا اور کہیں ضعیف نہیں بتلایا۔ لہٰذا توثیق بخاری بھی ثابت ہوئی۔ ان چار آئمہ کی توثیق کے بعد حاجت کسی کی توثیق کی نہیں۔

"تذکرۃ القاری" میں ہے:

عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبِ بْنِ شَعْبَانَ بْنِ الْمَجْنُوْنِ الْجَرْمِيّ صَدُوْقٌ وَثَّقَهُ يَحْيَى بْنُ مُعِيْنٍ وَ النَّسَائِيّ وَ رَوٰى لَهُ مُسْلِمٌ وَ اَصْحَابُ السُّنَنِ الْاَرْبَعَةِ وَ عَلَّقَ لَهُ الْبُخَارِيُّ۔ ("کشف الرین" ص ۹)

دوسرا جواب، یہ ہے کہ حدیث عبداللہ بن مسعود اور طریق سے مروی ہے، سوائے عاصم بن کلیب کے مثلاً مسند امام اعظم میں حماد نے ابراہیم سے ابراہیم نے علقمہ اور اسود سے روایت کیا اور ایسا ہی دار قطنی میں حماد کے واسطے سے اس اسناد کو لیا ہے، لہٰذا! مدار حدیث ہذا عاصم کو ٹھہرا کر جرح کرنا غلط ہوا۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ اسی حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بواسطہ عاصم روایت کر کے جیسا پہلے گزر چکا، امام ترمذی کہتے ہیں:

حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّ بِهٖ يَقُوْلُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَ هُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَ اَهْلَ الْكُوْفَةِ۔

اس سے توثیق کرنا ترمذی کا عاصم کی نسبت ثابت ہو گیا' اور سوائے اس کے بعض دیگر روایات کے اسناد میں عاصم واقع ہیں۔ (کَمَا فِیْ بَابِ کَیْفَ الْجُلُوْسُ لِلتَّشَهُّدِ) ان کو ترمذی نے حسن کہا ہے۔ اگر عاصم ضعیف ہوتے تو امام ترمذی کس طرح ان روایات کو حسن کہتے اور اس تقریر ترمذی سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بہت صحابہ و تابعین عدم رفع کے مقر ہیں گو سند ان کی ترمذی نے نقل نہ کی مگر یہ قول امام ترمذی کا واجب القبول ہے۔

چوتھا جواب یہ ہے کہ علامہ ابن حزم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ چنانچہ "فوائد مجموعہ" میں قاضی شوکانی نے سیوطی سے نقل کیا ہے۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاءُوْدُ وَ التِّرْمِذِیّ وَ حَسَّنَهٗ وَ ابْنُ حَزْمٍ وَ صَحَّحَهٗ (انتھی) یہ نقل کر کے شوکانی نے کوئی تعاقب نہیں کیا۔ پس ابن حزم کے نزدیک عاصم صحیح حدیث کا راوی ٹھہرا اور علی ہذا القیاس دار قطنی و ابن قطان وغیرہما نے اس اسناد عاصم کو صحیح بتلایا ہے۔ "تخریج زیلعی" میں لکھا ہے:

وَ قَالَ ابْنُ الْقَطَّانَ فِیْ کِتَابِهٖ اَلْوَهْمُ وَالْاِیْهَامُ ذَکَرَ التِّرْمِذِیّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَکِ اَنَّهٗ قَالَ حَدِیْثُ وَ کِیْعٍ لَا یَصِحُّ وَالَّذِیْ عِنْدِیْ اَنَّهٗ صَحِیْحٌ وَ اِنَّمَا اَنْکَرَ بِهٖ عَلٰی وَ کِیْعٍ زِیَادَةٌ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ وَ کَذٰلِکَ قَالَ الدَّارَقُطْنِیْ اَنَّهٗ حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ اِلَّا هٰذِهٖ لِلَّفْظَةِ وَ کَذَالِکَ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلَ وَ غَیْرُهٗ اِنْتَهٰی۔

اور ابن حجر تلخیص زیلعی میں لکھتے ہیں:

وَ قَالَ ابْنُ الْقَطَّانَ هُوَ عِنْدِیْ صَحِیْحٌ اِلَّا قَوْلَهٗ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ وَ کَذَا قَالَ الدَّارُقُطْنِیْ اَنَّهٗ صَحِیْحٌ اِلَّا هٰذِهِ اللَّفْظَةَ انتھی۔

غرض روایت عاصم کو صحیح بتلایا ابن حزم و ابن قطان و دار قطنی و احمد بن حنبل وغیرہم نے' البتہ بعض کے نزدیک زیادہ (کَلِمَةُ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ) میں کلام ہے جس کی تحقیق

عنقریب آتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اب بنظر انصاف غور کرنا لازم ہے کہ توثیق عاصم کس قدر علماء سے ثابت ہو گئی۔ امام مسلم و امام بخاری و یحییٰ بن معین و نسائی سے تو پہلے نقل ہو چکی تھی۔ ترمذی ابن حزم سے اور دار قطنی ابن قطان سے' نیز امام احمد حنبل زیلعی ابن حجر سے تو اب ثابت ہو گئی۔ پھر سب مل کر گیارہ حافظ الحدیث اور ائمہ کی طرف سے توثیق عاصم ظاہر ہوئی اور لفظ وغیرہ میں اور حفاظ کی تصحیح کی گنجائش ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تضعیف امام احمد نسبت عاصم (جیسا کہ معترض نے نقل کی ہے) بجائے خود صحیح نہیں۔ امام احمد نے نسبت زیادہ کلمہ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ کے' کلام کی ہے' نہ ثقاہت عاصم میں اور اس زیادہ کو سفیان یا وکیع کی طرف منسوب کیا ہے' نہ کہ بوجہ عاصم کے۔ فَانْدَفَعَ الشُّبْهَةَ مِنْ اَصْلِهَا)

دوسرا شبہ رافعین کی جانب سے یہ ہے کہ امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے کہ یحییٰ بن آدم کہتے ہیں (دیکھا میں نے اس کتاب عبداللہ بن ادریس کو جو روایت ہے عاصم بن کلیب سے۔ اس میں کلمۂ ثُمَّ لَمْ يَعُدْ نہ تھا۔ یعنی یہ وہم سفیان کا ہے جو کہ اصل حدیث میں موجود نہیں۔ کیونکہ اہل علم کے نزدیک کتاب کا زیادہ اعتبار ہے۔

جواب اس شبہ سے پہلے ہم پھر یاد دلاتے ہیں کہ حضرت امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے اس مقام پر عاصم کو ضعیف نہیں بتلایا' اور نہ عاصم پر کوئی جرح کی' لہٰذا ثقہ ہونے میں عاصم کے کوئی خدشہ نہیں' البتہ سفیان کی نسبت وہم کا گمان ہے کہ کتاب میں کلمہ (ثُمَّ لَمْ يَعُدْ) موجود نہیں اور روایت زبانی میں موجود ہے۔ اس کا جواب اول یہ ہے کہ اس وقت میں یہ عادت تھی کہ استاد کی خدمت میں حدیث سن کر گھر آ کر اس حدیث کو قلم بند کرتے تھے' استاد کی کتاب سے کوئی نقل نہیں کرتا تھا' الا ماشاء اللہ تعالیٰ۔

چنانچہ امام ترمذی "کتاب العلل" میں لکھتے ہیں:

لِاَنَّ اَكْثَرَ مَنْ مَضٰى مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَكْتُبُوْنَ وَ مَنْ كَتَبَ مِنْهُمْ اِنَّمَا كَانَ يَكْتُبُ لَهُمْ بَعْدَ السَّمَاعِ

بس اب تحریر کا مدار بھی حفظ ہی پر ٹھہرا۔ سو ابن ادریس نے جو کچھ مجلس استاد سے لوٹ کر لکھا ہے حسب عادت اپنے حفظ سے لکھا ہے اور سفیان کا نہ لکھنا اور محض حفظ پر رہنا اولاً غیر مسلم ہے اور بعد تسلیم حفظ ابن ادریس اور سفیان کو موازنہ کرنا لازم ہے اور پھر احفظ پر اعتماد کرنا واجب ہے سو تقریب میں سفیان کی نسبت تو یہ لکھا ہے:

حَافِظٌ، فَقِيهٌ، عَابِدٌ، اِمَامٌ، حُجَّةٌ مَن رُؤسِ الطَّبَقَةِ السَّابِعَةِ

اور عبداللہ بن ادریس کو لکھا ہے:

ثِقَةٌ، فَقِيهٌ مِنَ الثَّانِيَةِ

پس غور درکار ہے کہ ابن ادریس کو سفیان سے کیا مناسبت ہے۔ سفیان کی نسبت حَافِظٌ، اِمَامٌ، حُجَّةٌ رُؤسُ الطَّبَقَةِ چار کلمات ایسے ضبط و اتقان کے ہیں کہ ابن ادریس کے حق میں ایک کلمہ بھی مثل اس کے نہیں تو ایسی اَحْفَظُ وَ حُجَّه و امام کا حفظ (صد گونہ تحریر ابن ادریس ثقہ" پر غالب ہونا ضرور ہے، چہ جائیکہ تحریر بھی مبنی حفظ پر ہے لہٰذا تحریر ابن ادریس ثقہ کو حفظ سفیان پر (جو حافظ امام حجہ ہے) ترجیح دینا خلاف قاعدہ آئمہ حدیث کے ہے، اور یہ شبہ از سرتاپا مقلوع اور مدفوع ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ تمام جمہور محدثین کے نزدیک زیادہ ثقہ کی (جو منافی مزید علیہ کے نہو) بلاشبہ مقبول ہے اور خود بخاری کا یہی مذہب ہے جیسا کہ علامہ ابن حجر نے "شرح نخبہ" میں مُصَرِّحًا لکھ دیا۔ کما سَيَجِئُ اور یہاں زیادتی سفیان کا روایت ابن ادریس کی منافی نہیں کیونکہ ابن ادریس کی یہ روایت ہے:

اِفْتَتَحَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ رَكَعَ

پس سوائے رفع یدین تحریمہ کے دوسرے مواقع کے رفع اور عدم رفع سے کوئی تعرض نہیں کیا، بلکہ سکوت ہے، نہ تو اثبات ہی ہے اور نہ نفی، اور سفیان نے تحریمہ کے سوائے دیگر مواقع سے رفع یدین کی نفی کی "ان کا نفی کرنا اور ابن ادریس کا سکوت کرنا" ہرگز باہم منافی نہیں، بلکہ مزید علیہ اپنے حالِ سابق پر ہے۔ مُنَافَاةِ مَزِيْد کے یہ معنے ہیں کہ مبدل یا نافی

مزید علیہ کی ہو۔ چنانچہ "شرح نخبۃ الفکر" میں ہے:

وَ زِيَادَةُ رَاوِيْهِمَا اَيِ الصَّحِيْحُ وَ الْحَسَنُ مَقْبُوْلَةٌ مَا لَمْ تَقَعْ مُنَافِيَةً لِّرِوَايَةِ مَنْ هُوَ اَوْثَقُ مِمَّنْ لَّمْ يَذْكُرْ تِلْكَ الزِّيَادَةِ لِاَنَّ الزِّيَادَةَ اِمَّا اَنْ تَكُوْنَ لَا تُنَافِيْ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ رِوَايَةِ مَنْ لَّمْ يَذْكُرْهَا فَهٰذِهٖ تُقْبَلُ مُطْلَقًا لِاَنَّهَا فِيْ حُكْمِ الْحَدِيْثِ الْمُسْتَقِلِّ الَّذِيْ يَتَفَرَّدُ بِهِ الثِّقَةُ وَ لَا يُرْوِيْهِ عَنْ شَيْخِهٖ غَيْرُهٗ وَ اَمَّا تَكُوْنَ مُنَافِيَةً بِحَيْثُ يَلْزَمُ مِنْ قُبُوْلِهَا رَدُّ الرِّوَايَةِ الْاُخْرٰى فَهٰذِهِ الَّتِيْ تَقَعُ التَّرْجِيْحُ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ مُعَارِضِهَا فَيُقْبَلُ الرَّاجِحُ وَ يُرَدُّ الْمَرْجُوْحُ

انتہی۔

پس غور و انصاف سے دیکھنا چاہیے کہ حسب قاعدہ مسلمہ یہ زیادتی نہ منافی ہے اور نہ اس میں حاجت ترجیح ہے۔ لہٰذا کتابت کو روایت پر ترجیح کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ (یہ خدشہ ہی بے اصل ہے جو ہرگز التفات کے لائق نہیں)

تیسرا شبہ یہ کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چند مسئلوں میں بھول ہو گئی۔ مثلاً مسئلۂ اَخذ رُکبتین (رکوع میں) اور معوذتین کے قرآن شریف میں داخل نہ ہونے میں' اسی طرح ممکن ہے کہ حدیث رفع یدین میں بھی بھول ہو گئی ہو۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ دو چار مسائل میں بھول ہو جانے سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ تمام روایات ان کی جو "صحیحین" اور "سنن اربعہ" میں بکثرت موجود ہیں' وہ سب سہو و نسیان پر محمول ہو جائیں۔ "بخاری شریف" میں ہے' حضرت حذیفہ بن الیمان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اِنَّ اَشْبَهَ النَّاسِ دَلًّا وَ سَمْتًا وَ هَدْيًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاِبْنِ اُمِّ عَبْدٍ مِّنْ حِيْنَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ اِلٰى اَنْ يَّرْجِعَ اِلَيْهِ لَا نَدْرِيْ مَا يَصْنَعُ فِيْ اَهْلِهٖ اِذَا خَلَا۔

ترجمہ: "تحقیق سب سے زیادہ مشابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ وقار، میانہ روی اور طریقہ سیدھ میں البتہ! بیٹا ام عبد کا (یعنی عبداللہ بن مسعود) ہے، اس وقت سے کہ نکلتا ہے وہ اپنے گھر سے اس وقت تک کہ لوٹتا ہے گھر کی طرف، ہم نہیں جانتے کیا کرتا ہے اپنے گھر والوں میں جب کہ تنہا ہوتا ہے"۔ (انتھی)

اور "ترمذی شریف" میں حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مرفوعاً مروی ہے:

وَ تَمَسَّكُوْا بِعَهْدِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ۔

یعنی جو عبداللہ بن مسعود دین کے احکام بتلائیں، ان پر عمل کرو اور "روایت حذیفہ" میں اس طرح ہے:

مَا حَدَّثَكُمْ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَصَدِّقُوْهُ۔

جو کچھ عبداللہ بن مسعود تم سے حدیث بیان کریں، اس کو سچا جانو اور اکمال فی اسماء الرجال میں ہے:

فَكَانَ مِنْ خَوَاصِّهٖ وَ كَانَ صَاحِبَ سِرِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ سِوَاكِهٖ وَ نَعْلَيْهِ وَ طُهُوْرِهٖ فِي السَّفَرِ هَاجَرَ اِلَى الْحَبْشَةِ وَ شَهِدَ بَدْرًا ثُمَّ مَا بَعْدَهَا مِنْ مَّشَاهِدَ وَ شَهِدَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِالْجَنَّةِ وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ رَضِيْتُ لِاُمَّتِيْ مَا رَضِيَ لَهَا ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ وَ سَخِطْتُ لَهَا مَا سَخِطَ لَهَا ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ"۔

اس کے بعد لکھتے ہیں:

رَوٰى عَنْهُ اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ وَ عَلِيٌّ وَ مَنْ بَعْدَهُمْ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَ التَّابِعِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ۔

غرض ایسی جلیل القدر مجتہد صحابی کی روایت صحیحہ کی نسبت محض اس وہم ناشی بلادلیل

اور تجویز نفس (سے کہ دو تین مسئلہ ان کے اجماع کے خلاف ہیں) غلطی اور بھول کا حکم لگا دینا اور شہادۃ صحابہ کی ان کی توثیق میں اور حکم فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے قول واخبار کی تصدیق کر لینے میں رد کرنا' خلاف دیانت' غیر مسموع اور داخل سوءادب اور اتباع نبوی کے خلاف ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (جو صحیحین میں راوی حدیث رفع یدین ہیں) بہت زیادہ مسائل میں بھول ہوئی۔ اگر یہی وجہ باعث ضعف و ترک حدیث سمجھی جائے تو حدیث رفع یدین بدرجہ اولیٰ ضعیف ہوگی۔ چنانچہ جَلْبُ الْمَنْفِعَةِ فِي الذَّبِّ عَنِ الْاَئِمَّةِ الْمُجْتَهِدِيْنَ الْاَرْبَعَةِ میں نواب صاحب بھوپال فرماتے ہیں:

(وہمچنین پنہاں ماند بر ابن عمر حدیث مسح بر خفین چنانکہ در موطا' وسنن ابن ماجہ مرقوم است و ہکذا حدیث رکعتین قبل از مغرب "چنانکہ در سنن ابوداود و غیرہا ست و ہمچنیں حدیث مہر مفوضہ چنانچہ در جامع ترمذی است و حدیث تیمم جنب چنانچہ در ایقاف است و حدیث غسل زن بلا شکستن موئے سر چنانکہ در شرح مسلم و حجتہ بالغہ است و حدیث تطیب قبل از بستن احرام چنانکہ در صحیحین و ایقاف است و حرمت بیع تفاضل در متجانسین وقتیکہ دست بدست باشد" تاآنکہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بداں اخبارش نمودہ چنانکہ در صحیح مسلم و شرح وے از نووی است و حدیث اعتماد رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم در ماہ رجب چنانکہ در بخاری است الی اخر العبارہ)

غرض! قریب بارہ مسئلوں کے نواب صاحب نے نقل کیے ہیں جن میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھول ہوئی۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت صرف پانچ مسئلہ نقل کیے ہیں جن میں بھول ہوئی مگر ان پانچوں میں رفع یدین نہیں اور کس طرح نواب صاحب اپنی طرف سے اس مسئلہ میں غلطی ان کی طرف منسوب کر دیتے جب کہ صحاح ستہ اور دیگر آئمہ اعلام محدثین متقدمین سے کسی نے اس حدیث میں غلطی اور بھول کو ان کی طرف منسوب نہیں کیا۔

اگر ایسا احتمال ہوتا تو حضرت امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے رسالہ "رفع الیدین" میں یہ احتمال ظاہر فرما دیتے اور اسی طرح اکثر صحابہ اور رواۃ حدیث سے سہو واقع ہوا ہے تو بزعم ان لوگوں کے کسی کی روایت کا اعتبار نہ ہونا چاہیے۔ پس صدہا روایات صحاح ساقط الاعتبار ہو جاویں گی وَ هُوَ كَمَا تَرَىٰ پس یہ شبہ بھی ہرگز التفات کے قابل نہیں۔

چوتھا شبہ یہ کرتے ہیں کہ یہ حدیث ہی موضوع ہے' کیونکہ بعض علماء نے اس پر متروک اور موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ "اوراق ماسبق" میں پانچوں کتب حدیث کی اسناد بِلَفظِہٖ نقل کر کے ایک ایک راوی کی توثیق بیان کر دی ہے' جس سے ثابت ہوا تھا کہ موافق شرط صحیحین ابوداود' نسائی' ابن ابی شیبہ میں اور موجب شرط صحیح مسلم' مسند امام اعظم اور ترمذی میں۔ اس حدیث کی اسناد روایت کی گئی ہے' اور کوئی راوی مستور الحال اور متروک نہیں۔

پھر اس کو موضوع کہہ دینا غایت درجہ کی ناانصافی ہے' اور جس کسی کو ذرہ بھی لگاؤ اس فن سے ہوگا' وہ ایسی بے اصل کلام زبان سے نہیں نکالے گا۔ ورنہ یوں خواہ مخواہ موضوع کہہ دینا اور کسی راوی اسناد کو وَاضِعِیْن سے نہ ثابت کرنا' محض ہٹ دھرمی اور بے جا تعصب ہے اور بعض بعض علماء سے بعض اوقات ایسا بھی ہوا ہے یعنی غلطی سے غیر موضوع کو موضوع کہہ دیا۔ مثلاً علامہ ابن جوزی نے ایک حدیث مسلم و صحیح بخاری کو اور ۳۸ احادیث مسند امام احمد کو اور ۹ احادیث ابوداوَد کو اور ۳۰ احادیث ترمذی کو اور ۱۰ احادیث نسائی کو اور ۳۰ احادیث ابن ماجہ کو اور بہت سی احادیث تاریخ امام بخاری وغیرہ کو (جو تین سو کے قریب ہیں)

موضوع لکھ دیا ہے' حالانکہ ان میں سے فی الواقع ایک بھی موضوع نہیں۔ حافظ الحدیث علامہ جلال الدین رسالہ "تعقبات سیوطی علی موضوعات ابن جوزی" کے آخر میں فرماتے ہیں:

هٰذَا آخِرُ مَا اَوْرَدْتُهٗ فِیْ هٰذَا الْكِتَابِ مِنَ الْاَحَادِیْثِ الْمُتَعَقَّبَةِ الَّتِیْ لَا سَبِیْلَ اِلٰی اِدْرَاجِهَا فِیْ سِلْكِ الْمَوْضُوْعَاتِ وَعِدَّتُهَا نَحْوُ ثَلٰثَمِائَةٍ۔

البتہ! بعض علماء نے اس حدیث کو ضعیف بتلایا ہے مگر موضوع کا اطلاق نہیں کیا اور اس امر کا جواب گزر چکا کہ یہ حدیث کسی وجہ سے ضعیف نہیں۔ سب راوی اس کے موثوق ہیں' بوجہ ضعف روات کسی معتبر محدث نے اس کو ضعیف نہیں کہا' بلکہ بوجہ زیادہ لفظ ثم لا یعود کے کلام کیا ہے۔ سو وہ بھی (حسب قواعد مسلمہ ان ہی آئمہ کے) ثابت ہو چکا کہ یہ زیادہ صحیح ہے۔ اس میں کسی طرح کا ضعف نہیں اور نہ کوئی وجہ اس کے رد کرنے کی ہے۔ پس ایسی کلام قابل التفات کے نہیں ہے' اور یہ کلام غیر مسموع بھی (طریق عاصم میں ہے) نہ کہ طریق ابراہیم نخعی میں' کہ اس میں کسی کو کوئی بحث نہیں۔

نواب صاحب بھوپال باوجود اس وسعت نظر و غلو کے "مسک الختام" میں روایت امام کا یہ حال لکھتے ہیں کہ امام اوزاعی نے جو طریق اسناد بمواجہہ امام اعظم بیان کیا' اس کے سوا رافعین کے پاس اور طریق اسناد بواسطہ عشرۂ مبشرہ موجود ہیں جن کی راویان راوی امام اعظم سے زیادہ فقیہ ہیں۔ عبارت بلفظہ "مسک الختام" کی یہ ہے:

و اما مناظرہ اوزاعی و ابوحنیفہ و احتجاج اوزاعی بسند عالی و احتجاج امام بفقہ راوی پس منظور فیہ است زیرا کہ احادیث رفع رانہ ہمیں یک طریق است کہ اوزاعی ذکر کردہ بلکہ راویان ولے عشرہ مبشرہ اند و ایشان بے شک و شبہہ افقہ اند از تنہا راویان حدیث ابوحنیفہ و بیان آن خواہد آمد (انتہی)

پس بزعم نواب صاحب طریق اسناد رفع یدین میں اگرچہ راویان حدیث رفع یدین افقہ بہ نسبت رواۃ امام کے ہوں مگر طریق اسناد امام کے قوی ہونے میں تو کوئی شک نہیں۔ کیونکہ سب راوی ثقہ اور فقیہ ہیں۔ باقی تحقیق اس امر کی کہ خلفاء راشدین سے آخر الامر کیا منقول ہوا؟ رفع یدین یا عدم رفع یدین آگے آوے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

بعض علماء غیر مقلدین نے جو نہایت متعصب معلوم ہوتے ہیں، عوام کو دھوکہ میں ڈالنے کے واسطے حدیث عبداللہ بن مسعود کا موضوع ہونا ملا علی قاری حنفی کی طرف سے نقل کر دیا اور بے کھٹکے صاف لکھ دیا کہ ملا علی قاری رسالہ "موضوعات کبیر" میں اس حدیث کو موضوع کہتے ہیں۔ حالانکہ امر برعکس ہے۔ یعنی ملا علی قاری ان بعض کے قول کو نقل کر کے تردید کرتے ہیں جنہوں نے بے دلیل اس حدیث کو موضوع کہہ دیا۔ عبارت تردید ملا علی قاری کی یہ ہے:

قُلْتُ حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَاَخْرَجَهُ النِّسَائِيُّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ بِسَنَدِ هِمَا فَمَا نَقَلَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ غَيْرَ ضَائِرٍ بَعْدَ مَا ثَبَتَ بِالطُّرُقِ الَّتِيْ ذَكَرْنَا هَا وَمُنَاظَرَةُ الْاَوْزَاعِيِّ مَعَ الْاِمَامِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ مَشْهُوْرَةٌ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ ثُمَّ الْبَيْهَقِيُّ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَفَعَ يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ اَنَّ عَلِيًّا رَفَعَ يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ التَّكْبِيْرِ ثُمَّ لَمْ يَعُدْ انتهى مختصرا۔

ترجمہ: میں کہتا ہوں یعنی (ملا علی قاری) حدیث ابن مسعود کو روایت کیا ابوداؤد اور ترمذی نے، پھر ترمذی نے اسے حدیث حسن کہا اور نسائی نے عبداللہ بن مبارک سے ان دونوں کی سند سے اخراج حدیث کیا، پس جو ابن مبارک سے منقول ہوا مضر نہیں، پس جب کہ ثابت ہوا اس طریق سے جو کہ ہم نے ذکر کیا اور

مناظرہ امام اوزاعی کا امام اعظم کے ساتھ مشہور ہے اور طحاوی نے اولاً اس کے بعد بیہقی نے سند صحیح کے ساتھ اسود سے اس طرح روایت کیا' جو کہا کہ دیکھا میں نے عمر بن الخطاب کو اٹھائے دونوں ہاتھ اول تکبیر میں' پھر نہیں اٹھائے' اور طحاوی نے روایت کیا کہ علی کرم اللہ وجہہ نے دونوں ہاتھ اول تکبیر میں اٹھا کر پھر نہیں اٹھائے۔ انتہی مختصراً۔

یہاں تک طریق اسناد حدیث عبداللہ بن مسعود کا ذکر اور ان طرق پر جو کچھ شبہات تھے ان کے جوابات مذکور ہو گئے۔ اب حدیث براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع مالہ وماعلیہ کے بیان کی جاتی ہے۔ میں کہتا ہوں ابوداؤد میں حدیث براء بن عازب اس طرح روایت کی ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَاحِ الْبَزَّازُ نا شَرِيكٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلٰى قَرِيبٍ مِنْ أُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُودُ

ترجمہ: روایت ہے براء بن عازب صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے' دونوں ہاتھ کانوں کے نزدیک تک پہنچاتے' پھر نہ اٹھاتے۔ (انتہی)

اس حدیث کے اول راوی محمد بن الصباح دولابی ابو جعفر بغدادی ثقہ حافظ ہیں۔ کما فی التقریب' صفحہ ۲۲۲)

دوسرے راوی شریک ہیں۔ ان کی نسبت لکھا ہے:

صَدُوقٌ' يُخْطِئُ كَثِيرًا' تَغَيَّرَ حِفْظُهٗ مُنْذُ وُلِّيَ الْقَضَاءَ بِالْكُوفَةِ وَكَانَ عَادِلًا' فَاضِلًا' عَابِدًا' شَدِيدًا عَلٰى أَهْلِ الْبِدَعِ ("تقریب" صفحہ ۲۸۰)

ہر چند "تقریب" میں ان کے تغیر حفظ اور کثیر الخطا ہونے کا ذکر کیا گیا مگر یہ شریک راوی صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے ہیں اور امام بخاری نے تعلیقات میں ان سے اخذ روایت

کیا' خلاصہ "تہذیب التہذیب" میں لکھا ہے:

قَالَ ابْنُ مُعِیْنٍ ثِقَةٌ' یَغْلَطُ' وَ قَالَ الْعَجْلُ ثِقَةٌ وَ قَالَ یَعْقُوْبُ بْنُ سُفْیَانَ ثِقَةٌ سِیْئُی الْحِفْظِ۔(انتھی)

تیسرے راوی یزید بن ابی زیاد ہیں' ان کی نسبت "تقریب" میں یہ لکھا ہے۔

یَزِیْدُ بْنُ اَبِیْ زِیَادٍ الْهَاشِمِیُّ مَوْلَاهُمُ الْکُوْفِیّ ضَعِیْفٌ کَبِیْرٌ فَتَغَیَّرَ صَارَ یُتَلَقَّنُ انتھی اور خلاصہ "تہذیب التہذیب" میں لکھا ہے:

قَالَ ابْنُ عَدِیٍّ یُکْتَبُ حَدِیْثَهُ وَ قَالَ الْحَافِظُ شَمْسُ الدِّیْنِ الذَّهَبِیُّ هُوَ صَدُوْقٌ رَدِیّ الْحِفْظِ وَ قَالَ فِیْ هَامِشِهٖ عَنِ التَّهْذِیْبِ قَالَ اَبُوْ زُرْعَةَ یُکْتَبُ حَدِیْثَهُ وَ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا تَرَکَ حَدِیْثَهُ وَ غَیْرُهُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْهُ۔(انتھی)

امام بخاری نے تعلیقات میں ان سے روایت کی ہے۔ مسلم اور سنن اربعہ کے یہ راوی ہیں۔

چوتھے راوی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ہیں۔ ان کی نسبت "تقریب" میں لکھا ہے۔

عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ لَیْلٰی الْاَنْصَارِیُّ الْمَدَنِیُّ ثُمَّ الْکُوْفِیُّ ثِقَةٌ مِنَ الثَّانِیَةِ صحاح ستہ کے یہ راوی ہیں' غرض اس اسناد میں براء بن عازب تک چار راوی ہیں جن میں دو راوی یعنی محمد بن الصباح اور ابن ابی لیلیٰ ہر شش اصول کے راوی ہیں' جن کی توثیق میں کسی کو کلام نہیں۔ تیسرے راوی شریک ہیں۔ ان کا صدوق ہونا اور مسلم کا راوی ہونا اوپر ثابت ہو چکا ہے اور اس روایت میں شریک کا خطا کرنا موجب جرح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بخاری وغیرہ یزید کا زیادہ کرنا یعنی کلمہ (ثُمَّ لَا یَعُوْدُ) کا روایت کرنا خود قبول کرتے ہیں اور دیگر روایت بھی اس زیادہ کو یزید سے روایت کرتے ہیں جس کا ذکر آتا ہے' پس شریک اس زیادہ میں متفرد نہیں۔ لہٰذا روایت کرنا شریک کا اس زیادہ کو مقبول و معتبر ہے۔

قَالَ الزَّيْلَعِيُّ فِیْ تَخْرِيْجِهٖ قَالَ الشَّيْخُ فِی الْاِمَامِ وَ اعْتَرَضَ عَلَيْهِ بِاُمُوْرٍ اَحَدُهَا اِنْكَارُ هٰذِهِ الزِّيَادَةِ عَلٰى شَرِيْكٍ وَ زَعَمُوْا اَنَّ جَمَاعَةً رَوَوْهُ عَنْ يَزِيْدَ لَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ قَالَ الشَّيْخُ وَ قَدْ تُوْبِعَ شَرِيْكٌ عَلَيْهَا كَمَا اَخْرَجَهُ الدَّارُ قُطْنِیْ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ زَكَرِيَّا۔

(انتھی)

پس جب کہ شریک کے تابع اس زیادہ میں موجود ہیں تو یہ زیادہ خطاء شریک نہیں ہو سکتی۔ پس صحت اس زیادہ کی نسبت شریک ثابت ہو گئی۔

اور چوتھے راوی جو یزید بن ابی زیادہ ہیں' ان کی توثیق بھی پہلے گزر چکی کہ حافظ شمس الدین ذہبی اور ابن ابی عدی اور ابوداؤد ان کو صدوق کہتے ہیں اور مسلم نے ان کو اصحاب الدق والستر میں رکھا ہے۔

قَالَ الزَّيْلَعِيُّ فِیْ تَخْرِيْجِهٖ قَالَ الشَّيْخُ وَ يَزِيْدُ بْنُ اَبِیْ زِيَادٍ مَعْدُوْدٌ فِیْ اَهْلِ الصِّدْقِ ذَكَرَ اَبُو الْحَارِثِ اِنْفَرَوِی قَالَ اَبُو الْحَسَرَةِ يَزِيْدُ بْنُ اَبِیْ زِيَادٍ جَيِّدُ الْحَدِيْثِ وَ ذَكَرَ مُسْلِمٌ فِیْ خُطْبَةِ كِتَابِهٖ صِنْفًا فَقَالَ اِنَّ السِّتْرَ وَ الصِّدْقَ وَ تَعَاطِی الْعِلْمِ يَشْمَلُهُمْ كَعَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ وَيَزِيْدَ بْنِ اَبِیْ زِيَادٍ ۔(انتھی)

"تقریب میں جو ضعیف بتلایا باعتبار آخر حال کے بتلایا' مگر یزید کا ثقہ ہونا بذاتہ ثابت ہے کہ رجال مسلم و ابوداؤد سے ہیں۔ لہٰذا یہ حدیث حسن ہوئی اور ابوداؤد نے جو اپنی سنن میں لکھا ہے کہ اس حدیث کو سفیان نے بدوں کلمہ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ کے روایت کیا ہے' اور کہا ہے کہ یہ کلمہ اول یزید نے بیان نہیں کیا تھا' پھر کوفہ میں اس کو زیادہ کیا ہے' اور اس حدیث کو یزید سے ہشیم و خالد و ابن ادریس نے نقل کیا ہے' مگر یہ کلمہ نقل نہیں کیا۔ تو یہ قول ابوداود کا اس زیادہ پر جرح نہیں لاتا جب کہ یزید کا صدوق ہونا اور وثوق ثابت ہے' کیونکہ یہ کلمہ مبائن اور

مخالف حدیث فرید علیہ کے نہیں۔ اس واسطے کہ اصل میں رفع عند التحریمہ کو ذکر کیا ہے اور رفع، عدم رفع عند الرکوع وغیرہ کا کچھ ذکر نہیں کیا، بلکہ اس سے سکوت ہے اور اس زیادہ میں عدم رفع سے کوئی مخالفت و مبائنت رفع عند التحریمہ کے ساتھ پیدا نہیں ہوئی۔ پس ایسی زیادہ غیر مخالف ثقہ کی مقبول ہوتی ہے۔ چنانچہ شرح نخبہ سے اوپر لکھا گیا

وَ قَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ فِیْ مُقَدِّمَتِهٖ وَ مَذْهَبُ الْجُمْهُوْرِ مِنَ الْفُقَهَاءِ وَ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ فِیْمَا حَکَاهُ الْخَطِیْبُ اَبُوْ بَکْرٍ اَنَّ الزِّیَادَةَ مِنَ الثِّقَةِ مَقْبُوْلَةٌ اِذَا نَفَرَّدَ بِهَا سَوَاءٌ کَانَ ذَالِکَ مِنْ شَخْصٍ وَّاحِدٍ بِاَنَّ رَوَاهُ نَاقِصًا مَرَّةً وَ رَوَاهُ اُخْرٰی وَ فِیْهِ تِلْکَ الزِّیَادَةِ اَوْ کَانَتِ الزِّیَادَةُ مِنْ غَیْرِ مَنْ رَّوَاهُ نَاقِصًا۔ (انتهی)

پس یزید ثقہ کا اول زیادہ کو ذکر نہ کرنا اور پھر روایت کرنا کچھ مضر صحت کو نہیں ہوتا۔ کما تقرر فی الاصول لہٰذا اس عبارت ابوداؤد کو بظاہر المعنی محل طعن حدیث میں ذکر کرنا مناسب نہیں اور حسب قاعدہ اصول حدیث کوئی وجہ طعن کی نہیں۔

قَالَ الْعَیْنِیُّ وَ اَمَّا یَزِیْدُ فِیْ نَفْسِهٖ فَهُوَ ثِقَةٌ جَائِزُ الْحَدِیْثِ وَ قَالَ یَعْقُوْبُ بْنُ سُفْیَانَ هُوَ وَ اِنْ تَکَلَّمَ فِیْهِ لِتَغَیُّرِهٖ فَهُوَ مَقْبُوْلُ الْقَوْلِ عَدْلٌ ثِقَةٌ وَ قَالَ اَبُوْ دَاؤدَ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا تَرَکَ حَدِیْثَهٗ وَ غَیْرُهٗ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْهُ وَ قَالَ ابْنُ مُعِیْنٍ فِیْ کِتَابِ الثِّقَاتِ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ یَزِیْدُ ثِقَةٌ وَ لَا یُعْجِبُنِیْ قَوْلُ مَنْ تَکَلَّمَ فِیْهِ وَ خَرَجَ حَدِیْثَهٗ ابْنُ خُزَیْمَةَ فِیْ صَحِیْحِهٖ وَ قَالَ السَّاجِیُّ صَدُوْقٌ وَ کَذَا قَالَ ابْنُ حَبَّانَ وَ خَرَجَ حَدِیْثه ابْنُ خُزَیْمَةَ فِیْ صَحِیْحِهٖ وَ قَالَ السَاجِی صدوق وَ کَذَا قَالَ ابْنُ حَبَّانَ وَ خَرَجَ مُسْلِمٌ حَدِیْثَهٗ وَ تَشَهَّدَ بِهِ الْبُخَارِیُّ فَاِذَا کَانَ حَالُهٗ کَذَالِکَ

جَازَ اَنْ يُّحْمِلَ عَلٰى اَنَّهٗ حَدَّثَ بِبَعْضِ الْحَدِيْثِ تَارَةً وَ بِجُمْلَتِهٖ اُخْرٰى اَوْ يَكُوْنَ قَدْ نَسِيَ اَوَّلًا ثُمَّ ذَكَرَ۔ (انتھی)

الحاصل سفیان کی یہ کلام منقولہ ابوداؤد موجب جرح اس زیادہ کی محدثین کے قاعدہ سے نہیں ہے اور علیٰ ہذا ہشیم و خالد و ابن ادریس کا اس زیادہ کو روایت نہ کرنا جیسا کہ ابوداؤد نے کہا' اگر مسلم بھی ہو تب بھی کوئی جرح نہیں موافق قاعدہ مذکور کے' چہ جائیکہ خود ہشیم کا روایت کرنا بھی اس زیادہ کو ثابت ہوتا ہو مع دیگر جماعت حفاظ کے۔

قَالَ الْعَيْنِيُّ يُعَارِضُ قَوْلَ اَبُوْدَاؤدَ قَوْلَ ابْنَ عَدِيٍّ فِي الْكَامِلِ رَوَاهُ هُشَيْمٌ وَ شَرِيْكٌ وَ جَمَاعَةٌ مَّعَهُمَا عَنْ يَّزِيْدَ وَ قَالُوْا فِيْهِ ثُمَّ لَمْ يَعُدْ وَ اَخْرَجَهُ الدَّارُقُطْنِيُّ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ زَكَرِيَّا وَ نَحْوِهٖ اَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْخِلَافِيَاتِ مِنْ طَرِيْقِ نَضْرِبْنِ شُمَيْلٍ عَنْ اِسْرَائِيْلَ بْنِ يُوْنُسَ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ يَّزِيْدَ بِلَفْظِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَمْ يَعُدْ وَ اَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ مِنْ حَدِيْثِ حَفْصِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمْزَةُ الزَّيَّاتِ كَذَالِكَ۔ (انتھی)

اب واضح ہوگیا کہ یہ عبارت ابوداؤد نہ موجب جرح حدیث ہے اور نہ حسب قاعدہ محدثین کے اس زیادہ پر کوئی جرح ہو سکتی ہے۔ البتہ امام بخاری نے اپنے رسالہ "رفع الیدین" میں جو قول سفیان بن عُیَیْنَہ نقل کیا ہے وہ خدشہ اس زیادہ پر وارد ہے' وہ یہ ہے کہ سفیان کہتے ہیں جب یزید بوڑھے ہوگئے تو لوگوں نے ان کو لفظ ثُمَّ لَمْ یَعُدْ تلقین کردیا تھا۔ لہٰذا یزید "قول ثم لم یعد" کو زیادہ کرنے لگے۔ عبارت رسالہ امام بخاری کی یہ ہے:

قَالَ سُفْيَانُ لَمَّا كَبِرَ الشَّيْخُ لَقِنُوْهُ ثُمَّ لَمْ يَعُدْ فَقَالَ ثُمَّ لَمْ يَعُدْ (انتھی)

اور تخریج زیلعی میں اس قول سفیان کو حازمی سے اس طرح نقل کیا ہے کہ یزید روایت کرتے تھے اور ثُمَّ لَا یَعُوْدُ نہیں کہتے تھے (یعنی جب مکہ میں روایت کرتے تھے) پھر جب

کوفہ میں گئے تو سنا کہ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ زیادہ کرنے لگے' لوگوں نے تلقین کردیا انہوں نے قبول کرلیا اور بیہقی سے تخریج میں دلیل یہ نقل کی ہے کہ قدیم تلامذہ یزید مثل سفیان و شعبہ و ہشیم و زہیر وغیرہم اس زیادہ کو روایت نہیں کرتے اور شاگرد آخر عمر کے جس زمانہ میں اختلاط ہوگیا تھا روایت کرتے ہیں۔ عبارت تخریج زیلعی یہ ہے:

قَالَ سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَۃَ یَزِیْدُ بْنُ اَبِیْ زِیَادٍ یُرْوِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثَ وَ لَا یَقُوْلُ فِیْہِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ ثُمَّ دَخَلْتِ الْکُوْفَۃُ فَرَئَیْتُہٗ یَرْوِیْہِ وَ قَدْ زَادَ فِیْہِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ لَقِنُوْہُ فَتَلَقَّنَ انتھی قَالَ الْبَیْھَقِیُّ فِی الْمَعْرِفَۃِ وَ یَدُلُّ عَلٰی اَنَّہٗ تَلَقَّنَھَا اِنَّ اَصْحَابَہُ الْقُدَمَاء لَمْ یَاثِرُوْھَا عَنْہُ مِثْلَ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ وَ شُعْبَۃَ وَ ھُشَیْمٍ وَ زُھَیْرٍ وَ غَیْرِھِمْ وَ اِنَّمَا اَتٰی بِھَا عَنْہُ مَنْ سَمِعَ مِنْہُ بِاٰخِرِہٖ وَ کَانَ قَدْ تَغَیَّرَ وَ اخْتَلَطَ۔ (انتھی)

اور حافظ ابن حجر تلخیص زیلعی میں سفیان کا قول اس طرح نقل کرتے ہیں:

فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِیْنَۃَ سَمِعْتُہٗ یَزِیْدُ فِیْہِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ فَظَنَنْتُ اَنَّھُمْ لَقِنُوْہُ (انتھی)

بہرحال زیادہ پر یہ اقوال سفیان کے بظاہر جرح قوی وارد کرتے ہیں۔ اس کا جواب علماء حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ سفیان کا یہ کہنا کہ اول یزید کلمہ لَا یَعُوْدُ روایت نہیں کرتے تھے۔ کوفہ میں جا کر بیان کیا گو مسلم' مگر یہ امر موجب جرح نہیں۔ کَمَا مَرَّ اور یہ کہنا کہ بعد تغیر کے تلقین ہوئی' غیر مسلم کیونکہ یہ سفیان کا محض ظن و تخمین سے ہے' نہ کہ تحقیق' یقین سے وہ خود فرماتے ہیں فَظَنَنْتُ اَنَّھُمْ لَقِنُوْہُ الخ اور اس پر کوئی حجت بجز اس کے نہیں کہ اول بیان نہ کیا' کوفہ میں بیان کیا' سو یہ دلیل تلقین کی نہیں' بلکہ حسب قاعدہ محدثین ایسی زیادت مقبول ہے۔ کَمَا مَضٰی اور ابن عدی نے کامل میں ہشیم کے واسطہ سے زیادت ثُمَّ لَا یَعُوْدُ کو روایت کرکے بتلادیا قدماء اصحاب یزید نے بھی اس زیادت کو روایت کیا ہے

اور یہ زیادت اختلاط کے بعد نہیں، بلکہ ابتداء سے ہے اور نہ یہ زیادت تلقین ہے، بلکہ محفوظ روایت یزید کی ہے اور اس روایت ہشیم کو احمد بن حنبل نے بھی روایت کیا ہے:

قَالَ اَحْمَدُ ثنا هُشَيْمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُرٰى اِبْهَامَيْهِ قَرِيْبًا مِّنْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ فِي الصَّلٰوةِ (الخ) (من كشف الرين)

(ترجمہ) "حضرت بن عازب سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے حتیٰ کہ آپ کے دونوں انگوٹھے دونوں کانوں کے قریب دکھائی دیتے، پھر آپ نماز میں (تکبیر تحریمہ) کے علاوہ ہاتھوں کو نہ اٹھاتے"۔

پس واضح ہوگیا کہ یہ زیادت صحیح و معتبر ہے اور جرح کرنا اس پر بائن، قول ابن عیینہ خلاف قواعد مسلمہ اہل حدیث کے ہے، کہ یزید بن ابی زیاد موثوق اور اس کی روایت مقبول و معمول ہے، کوئی غبار اس پر نہیں۔ واللہ تعالی و لی التوفیق۔

دوسرے اسناد جس سے امام ابوداؤد نے اس حدیث براء بن عازب کو روایت کیا، الفاظ اس کے یہ ہیں:

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ انا وَكِيْعُ ابْنُ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ اَخِيْهِ عِيْسٰى عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا حَتّٰى انْصَرَفَ

"حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہتے ہیں، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا اپنے دونوں ہاتھوں کو نماز کی ابتداء میں (تکبیر تحریمہ کے وقت) اٹھائے پھر نہیں اٹھائے حتیٰ کہ نماز سے پھر گئے"۔

اور امام بخاری نے اس روایت کی اسناد اپنے رسالہ رفع الیدین میں اس طرح بیان کی ہے:

قَالَ الْبُخَارِیُ وَ رَوٰی وَ کِیْعٌ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ اَخِیْہِ عِیْسٰی وَ الْحَکَمِ بْنِ عُیَیْنَۃَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنِ الْبَرَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِذَا کَبَّرَ ثُمَّ لَمْ یَرْفَعْ۔

اس طریق اسناد میں جو ابوداؤد اور رسالہ "رفع الیدین" بخاری سے نقل کیا گیا ہے، امام ابوداود فرماتے ہیں (ھٰذَا الْحَدِیْثُ لَیْسَ بِصَحِیْحٍ) مگر چونکہ اول حسن ہونا حدیث یزید کا ثابت ہوچکا، کہ یزید ثقہ ہے اور یہ حدیث قبل تغیر کے ہے، کیونکہ ہشیم نے (جو تلمیذ قدیم قبل زمانہ تغیر یزید کا ہے) اس کو روایت کیا ہے تو ضعف اس سند کا جو بوجہ محمد بن ابی لیلیٰ کے ہے) ہم کو مضر نہیں، کیونکہ اس سند سے تقویۃ و تائید اول حدیث مراد ہے، نہ اثبات مدعی اور ضعیف حدیث سے تائید حاصل ہو جاتی ہے۔ کَمَا فِی اُصُوْلِ الْحَدِیْثِ اور حضرت امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی نسبت یہ شبہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت جو ابن ابی لیلیٰ نے بیان کی، اپنے حافظہ سے بیان کی، اور ابن ابی لیلیٰ کی کتاب سے جو روایت کرتے ہیں اس میں اس کو بواسطہ یزید روایت کرتے ہیں، پھر آخر مرجع حدیث کا یزید کی تلقین پر ٹھہرا اور محفوظ وہ ہے جو روایت کیا یزید سے ثوری اور شعبہ اور ابن عیینہ سے، پہلی عبارت بلفظہ امام کے رسالہ کی یہ ہے:

قَالَ الْبُخَارِیُّ وَ اِنَّمَا رَوٰی ابْنُ اَبِیْ لَیْلٰی ھٰذَا مِنْ حِفْظِہٖ فَاَمَّا مَنْ حَدَّثَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی مِنْ کِتَابِہٖ فَاِنَّمَا حَدَّثَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ یَّزِیْدَ فَرَفَعَ الْحَدِیْثَ اِلٰی تَلْقِیْنِ یَزِیْدَ وَ الْمَحْفُوْظُ مَا رَوٰی عَنْہُ الثَّوْرِیُّ وَ شُعْبَۃُ وَ

ابْنُ عُيَيْنَةَ قَدِيمًا۔

جس سے یہ متبادر ہوتا ہے کہ یہ سند محض بے اصل ہے، پھر تائید کی صلاحیت نہیں رکھتی، سو یہ مدفوع ہے کیونکہ محمد بن ابی لیلیٰ صدوق و جائز الحدیث ہے اور جس نے ان کو ضعیف لکھا ہے بوجہ سوء حفظ کے (جو آخر عمر میں بعد قضا) لاحق ہوا تھا، لکھا ہے اور یہ بھی محقق و مبرہن ہے کہ محمد اپنے بھائی عیسیٰ ابن ابی لیلیٰ سے اور عیسیٰ اپنے والد عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں، علی ہذا محمد کا حکم سے اور حکم کا عبدالرحمٰن سے روایت کرنا بلا تردد ہے۔ پس ایسی حالت میں اگر محمد، عیسیٰ اور حکم سے اس روایت براء کو بھی روایت کرتا ہے جیسا کہ یزید سے روایت کرتا ہے تو ہرگز کوئی مانع نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی قدح اس کے حق میں ہو سکے گا اور یہ بھی احتمال ہے کہ وکیع نے اس روایت کو محمد سے قبل لحوق سوء حفظ کے اخذ کیا ہو، تو ایسی حالت میں اس میں احتمال ضعف کا بہت ضعیف ہے کہ جس کا انجبار بھی سہل ہے اور تائید کا حصول تو اس سے خود موافق قواعد اصول کے ہے:

قَالَ فِیْ خُلَاصَةِ التَّهْذِیْبِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِیْمِ بْنِ اَبِیْ لَیْلَی الْاَنْصَارِیُّ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَاضِی الْکُوْفَةِ وَ اَحَدُ الْاَعْلَامِ عَنْ اَخِیْهِ عِیْسٰی وَ الشَّعْبِیِّ وَ عَطَاءٍ وَ نَافِعٍ وَ عَنْهُ شُعْبَةُ وَ سُفْیَانُ وَ وَکِیْعٌ وَ اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ اَبُوْ حَاتِمٍ مَحَلُّهُ الصِّدْقُ شَغَلَ بِالْقَضَاءِ فَسَاءَ حِفْظُهٗ قَالَ الْعَجْلِیُّ کَانَ فَقِیْهًا صَاحِبُ السُّنَّةِ جَائِزُ الْحَدِیْثِ۔

اور تقریب میں ان کو صدوق سیئی الحفظ کہا ہے اور "میزان الاعتدال" میں لکھا ہے:

صُدُوْقٌ اِمَامٌ سَیِّئُ الْحِفْظِ وَ قَدْ وُثِّقَ رَوٰی عَنْهُ الشَّعْبِیُّ وَ عَطَاءٌ وَ الْحَکَمُ

اگرچہ تضعیف بھی ان کے علماء سے منقول ہے مگر وجہ ضعف وہی سوء حفظ عارضی ہے فقط، پس جب کہ محمد کا صدوق موثق، جائز الحدیث ہونا اور عیسیٰ اور حکم سے

راوی ہونا محقق ہے تو احتمال صحت روایت حدیث براء بن عازب کا بھی عیسیٰ اور حکم سے موجود ہے اور بسبب اس کے کہ سوء حفظ ان کو بعد قضاء کے عارض ہوا ہے' تو اخذ و کیع کا اس حدیث کو محمد سے قبل لحوق سوء حفظ کے بھی محتمل صحیح ہے' تو ان دو وجہ سے یہ حدیث احتمال صحت کا رکھتی ہے' اور بوجہ مخالفت روایت حفظ حدیث اور روایت کتاب کے احتمال خطا کا ہے اور یہ اضطراب ہے تو ایسے موقعہ میں اگر حافظ کا یہ اضطراب ہوتا ہے تو رفع اس کا اس طرح بھی کیا جاتا ہے کہ سب (شیوخ سے اثبات روایت کا مسلم کرتے ہیں کہ احیانا ایک شیخ کا ذکر کیا اور احیانا دوسرے کا۔ چنانچہ بخاری نے روایت قتادہ کا اضطراب اس طرح دفع کیا ہے' ترمذی کے باب مَا یَقُوْلُ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ میں لکھا ہے:

حدیث زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ فِیْ اِسْنَادِہٖ اِضْطِرَابٌ اِلٰی اَنْ قَالَ قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی سَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ ھٰذَا فَقَالَ یَحْتَمِلُ اَنْ یَّکُوْنَ قَتَادَۃَ رَوٰی عَنْھُمَا جَمِیْعًا

دیکھو! قتادہ کے اضطراب کو کہ کبھی نضر بن انس سے روایت کرنا بیان کیا اور کبھی زید بن ارقم سے' اس طرح رفع کر دیا کہ دونوں سے احتمال روایت ہو سکتا ہے' اب علاوہ ابو داؤد کے جن جن مصنفین محدّثین نے حدیث براء بن عازب کو اخذ کیا ہے ان کی عبارت بھی نقل کی جاتی ہے۔ مسند امام احمد میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ پہلے بھی وہ نقل ہو چکا ہے:

ثنا ھُشَیْمٌ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ زِیَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَبَّرَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یَرٰی اِبْھَامَیْہِ قَرِیْبًا مِنْ اُذُنَیْہِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ فِی الصَّلٰوۃِ

ترجمہ: کہا براء بن عازب نے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکبیر فرماتے' رفع یدین کرتے' یہاں تک کہ ہم دیکھتے دونوں انگوٹھے کانوں کے نزدیک' پھر اس نماز میں نہ اٹھاتے' اس روایت میں شریک راوی کے بجائے ہشیم ہے کہ راوی یزید کا قبل تغیر یزید کے ہے۔ چنانچہ بیان اس کا ہو چکا۔

اور مصنف ابن ابی شیبہ میں اس طرح ہے:

ثنا وکیع عن ابن ابی لیلی عن الحکیم و عیسی عن عبد الرحمٰن بن ابی لیلی عن البراء بن عازب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ ثم لا یرفعھما حتی یفرغ۔

ترجمہ بدستور سابق ہے، اور موافق روایت ابوداؤد و رسالہ "رفع الیدین" امام بخاری سب رجال اس کے ثقہ ہیں اور امام طحاوی نے شرح "معانی الاثار" میں اس طرح روایت کیا ہے:

ثنا ابوبکرۃ ثنا سفیان ثنا یزید بن ابی زیاد عن ابن ابی لیلی عن البراء بن عازب قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر لافتتاح الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی یکون ابہاماہ قریبا من شحمتی اذنیہ ثم لا یعود۔ ("طحاوی" صفحہ ۱۳۲)

ترجمہ بدستور، وایضاً۔

فیہ ثنا ابن ابی داؤد ثنا عمرو بن عون نا خالد عن ابن ابی لیلی عن عیسی بن عبد الرحمٰن عن ابیہ عن البراء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ مثلہ، وایضاً

فیہ ثنا محمد بن النعمان ثنا یحیی بن یحیی ثنا وکیع عن ابن ابی لیلی عن اخیہ عن الحکم عن ابن ابی لیلی عن اخیہ عن الحکم عن ابن ابی لیلی عن البراء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ۔

اور روایت کیا اس حدیث براء بن عازب کو کئی طرق سے دار قطنی نے اور عبد الرزاق نے جامع میں۔ بخیال اختصار ان کی نقل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں سمجھی ہم

نے اس جگہ چار حدیث کی کتابوں اور ایک رسالہ "رفع الیدین" امام بخاری علیہ الرحمہ سے حدیث براء بن عازب کے طریق اسناد کو نقل کیا ہے۔ اگرچہ بعض طرق کے بعض رواۃ ضعیف بھی ہیں مگر بوجہ تعدد طرق اسناد کے قوۃ ہو سکتی ہے۔ كَمَا هُوَ ثَابِتٌ فِيْ اُصُوْلِ الْحَدِيْثِ

•

بعد ثبوت و توثیق حدیث براء بن عازب کی حدیث عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تائید و تقویۃ کے لیے بیان کی جاتی ہے۔ کہا "تخریج زیلعی" میں:

قَالَ الطَّبْرَانِيُّ فِيْ مُعْجَمِهٖ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِّقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُرْفَعُ الْاَيْدِيْ اِلَّا فِيْ سَبْعِ مَوَاطِنَ حِيْنَ يَفْتَتِحُ الصَّلٰوةَ وَحِيْنَ يَدْخُلُ مَسْجِدَ الْحَرَامِ فَيَنْظُرُ اِلَى الْبَيْتِ وَحِيْنَ يَقُوْمُ عَلَى الصَّفَا وَحِيْنَ يَقُوْمُ عَلَى الْمَرْوَةِ وَحِيْنَ يَقِفُ مَعَ النَّاسِ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ وَالْمَقَامِيْنِ وَحِيْنَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ۔

اور امام بخاری نے تعلیقات رسالہ "رفع یدین" میں اس طرح روایت کی ہے:

وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِّقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُرْفَعُ الْاَيْدِيْ اِلَّا فِيْ سَبْعِ مَوَاطِنَ فِي افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَفِي اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ وَعِنْدَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَبِعَرَفَاتٍ وَبِجَمْعٍ وَفِي الْمَقَامَيْنِ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ۔

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع یدین نہ کیا جائے مگر سات جگہ۔ جب نماز شروع کرے اور جب خانہ کعبہ میں داخل ہو اور کعبہ کو دیکھے

اور جب صفا اور مروہ پر کھڑا ہو اور جب لوگوں کے ساتھ عرفہ کے دن ڈھلے وقوف کرے اور مزدلفہ میں اور دونوں مقاموں میں وقت رمی جمرہ کے۔

اور حضرت امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "رفع الیدین" میں تعلیقاً اس حدیث ابن عباس اور ابن عمر سے روایت کیا ہے اور یہ حدیث موقوفاً بھی منقول ہے اور مرفوعاً بھی۔ ہرچند اس روایت پر آئمہ نے کلام کیا ہے مگر چونکہ بطور تائید اس کو نقل کیا ہے کچھ ہرج نہیں۔ ثبوت اصلی مدعا کا دو حدیث سابقا ذکر کر دیا گیا ہے، اور یہ محض تائید کی غرض سے منقول ہوئی ہے۔

تاہم حضرت امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے جو اس حدیث پر تین شبہ وارد کیے ہیں، ان کا مختصر جواب دیا جاتا ہے۔ ایک یہ کہ شعبہ نے کہا ہے کہ حکم نے مقسم سے نہیں سنا مگر چار حدیثیں، اور یہ حدیث ان چار میں سے نہیں۔ لہٰذا مرسل ہے۔

جواب اس شبہ کا علماء حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ ہرچند مرسل امام بخاری کے نزدیک حجت نہ ہو، مگر امام مالک، امام اعظم، امام احمد بن حنبل وغیرہم کے نزدیک حجت ہے، پس مرسل ہونا ان کی دلیل کو کمزور نہیں کرتا۔ شرح صحیح مسلم میں ہے:

وَ مَذْهَبُ مَالِكٍ وَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَ اَحْمَدَ وَ اَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ اَنَّهٗ يُحْتَجُّ بِهٖ۔

دوسرا شبہ یہ فرمایا ہے کہ طاؤس اور ابو جمرہ اور عطاء نے ابن عباس کو دیکھا کہ وہ رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ اس کا جواب علماء حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ جو طاؤس وغیرہ نے ابن عباس سے رفع یدین کرنا نقل کیا وہ مثبت دوام اس فعل کا نہیں۔ تاکہ عدم رفع کے معارض ہو، ممکن ہے کہ کبھی ابن عباس نے رفع یدین بھی کیا ہو۔ جمہور طرفین، رافعین اور مانعین وجود رفع یا عدم وجوب رفع کے قائل نہیں۔ پس کوئی امر معارض ثابت نہ ہوا، اور یہ جواب مسلمات رافعین سے ہے، کیونکہ جب بروایت مجاہد حضرت عبداللہ بن عمر سے رفع یدین نہ کرنا ثابت ہوا، تو رافعین نے یہی جواب دیا تھا۔ چنانچہ مسک الختام میں نواب صاحب بھوپال فرماتے ہیں:

و جوابش آنست که ایں اعتراض وقتے بر ما
وارد شود که ابن عمر را راوی وجوب رفع گوئیم
حالانکه ایں نمی گوئیم زیرا که مجاہد حکایت
فعل ابن عمر کردہ و فعل را عموم نیست چه وے
نگفته که ابن عمر گاہی دست نمے بر داشت بلکه
حکایت نمازی مخصوص کردہ

تیسرا شبہ یہ فرمایا ہے کہ وکیع کی حدیث بلکہ کلمہ انحصار (لا یرفع الا فی ھذہ المواطن) موجود نہیں اور علاوہ ان سات مقامات مذکورہ کے استقا اور دعاوغیرہا میں بھی حضرت نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ہاتھ اٹھانا ثابت ہوا ہے۔ جب حصر اس حدیث میں ثابت نہ ہوا تو جیسے ان مقامات مذکورہ میں رفع کرے، رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت بھی رفع یدین کرے۔

جواب اس شبہ کا علماء حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ بلاشبہ حصر حقیقی مراد نہیں تاکہ تعارض دیگر احادیث کے ساتھ واقع ہو مگر حصر اضافی ضرور ثابت ہے اور جب نماز میں سے بجائے چند مرتبہ رفع کرنے کی صرف ایک جگہ یعنی افتتاح نماز ہی میں رفع کرنے کا ذکر کیا تو اس سے دیگر مقامات رکوع اور رکوع سے اٹھتے وقت کی نفی یقیناً پائے گی۔ کیونکہ نماز جس کا ادا کرنا پانچ مرتبہ رات دن میں فرض ہے۔ اس کے ایک قسم کے حکم کو جو تین جگہ ایک ہی رکعت میں اور ہر رکعت میں کرنا پایا ہو ایک جگہ تو بتلا دینا اور دو جگہ چھوڑ دینا خلاف قیاس ہے اور عادات مجتہدین صحابہ سے بمراحل دور ہے، ظاہر تو یہی امر ہے۔ آئندہ واللہ اعلم و علمہ اتم۔

چوتھا شبہ مصنف "تنویر العینین" نے یہ کہا ہے کہ یہ حدیث مرفوع نہیں، بلکہ قول ابن عباس ہے۔

جواب اس کا اول تو یہ ہے کہ ہردو طریق طبرانی اور بخاری سے مرفوع ہونا اس کا ثابت ہے جیسا کہ الفاظ روایت سے ظاہر ہوا:

فَلَا وَجْهَ لِعَدَمِ كَوْنِهٖ مَرْفُوْعًا

دوسرا جواب یہ ہے کہ جب قول صحابی ایسا ہو کہ جس میں قیاس کو گنجائش نہ ہو، تو وہ حکم مرفوع کا رکھتا ہے۔ كَمَا هُوَ ثَابِتٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ

حدیث ابن عباس کے بعد حدیث عباد بن الزبیر ذکر کی جاتی ہے۔ کما رسالہ "کشف الرین" میں:

عُبَادُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْخِلَافِيَاتِ اَيْضًا اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ الْحَافِظُ عَنْ اَبِي الْعَبَّاسِ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الرَّبِيْعِ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ يَحْيٰى عَنْ عُبَادِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا فِيْ شَيْءٍ حَتّٰى يَفْرُغَ۔

ترجمہ: روایت ہے عباد بن الزبیر سے، تحقیق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے شروع نماز میں دونوں ہاتھ اٹھاتے پھر آخر تک نہ اٹھاتے۔ اس حدیث کے اسناد پر امام دقیق العبد نے کوئی جرح نہیں کی۔ البتہ یہ کہا ہے کہ عباد بن زبیر صحابی نہیں، بلکہ تابعی ہیں، لہٰذا یہ حدیث مرسل ہوئی، متصل نہ رہی۔

جواب اس کا علامہ محمد ہاشم سندی نے یہ دیا ہے کہ حدیث مرسل حنفیوں کے نزدیک مقبول ہے۔ خصوصاً مرسل قرون ثلاثہ، پھر جب کہ تائید کی گئی ہو اور احادیث سے، اقوال مرسل حنفیوں ہی کے نزدیک مقبول نہیں بلکہ امام مالک اور امام احمد بن حنبل اور جمہور فقہا کے نزدیک حجت ہیں، پھر کوئی وجہ اعتراض کی نہیں۔ كَمَا مَرَّ۔

تنبیہ

یہاں تک پانچ احادیث کہ جن میں ایک مرسل ہے اور چار متصل، مرفوع ہیں۔ چار

صحابہ (عبداللہ بن مسعود، براء بن عازب، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس) کی مذکور ہوئیں۔ علاوہ دیگر کتب احادیث کے جن کی عبارتیں منقول ہوئیں۔ خود امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اپنے رسالہ "رفع الیدین" میں ان چاروں کو روایت کیا ہے اور کسی کو ان میں سے موضوع نہیں کہا، اور نہ کسی راوی کو متہم بالکذب یا مستور الحال فرمایا۔ البتہ حسب قاعدہ فن حدیث کچھ کچھ جرح ہر ایک کی اسناد پر فرمائی، جس کو علماء حنفیہ نے فن حدیث ہی کے قاعدہ سے اٹھا دیا ہے، خصوصاً حدیثین اولین پر سے کسی جرح کو باقی نہیں رہنے دیا، جو منصف طبیعت ہیں، وہ خود انصاف کر کے دل میں فیصلہ کر لیں۔

آثار صحابہ

اثر ابن عمر، امام محمد رحمتہ اللہ علیہ "موطا" میں فرماتے ہیں:

قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِالْعَزِيْزِ بْنِ حَكِيْمٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِذَاءَ اُذُنَيْهِ فِيْ اَوَّلِ تَكْبِيْرَةِ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَ لَمْ يَرْفَعْهُمَا سِوَاى ذَالِكَ۔

ترجمہ: عبدالعزیز بن حکیم کہتے ہیں دیکھا میں نے ابن عمر کو اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ کانوں تک اول تکبیر پر شروع نماز میں اور اس کے سوا نہیں اٹھاتے تھے۔

اور امام طحاوی "شرح معانی الاثار" میں حضرت ابن عمر سے یہی روایت دوسرے طریق اسناد سے نقل کرتے ہیں۔ عبارت بلفظہ یہ ہے:

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ ثنا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ ثنا اَبُوْبَكْرِبْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا فِی التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى مِنَ الصَّلٰوةِ۔

ترجمہ: مجاہد کہتے ہیں نماز پڑھی میں نے پیچھے ابن عمر کے، پس نہیں اٹھاتے تھے

ہاتھ مگر نماز کے پہلی تکبیر میں"۔

اس دوسرے اسناد مجاہد کو حضرت امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی رسالہ "رفع الیدین" میں نقل کیا ہے مگر تین جرح وارد کی ہیں۔ ایک یہ کہ مجاہد سے لیث نے نقل کیا کہ وہ رفع یدین کرتے تھے اور یہ محفوظ تر ہے۔ دوسرے یہ کہ صدقہ نے کہا ہے کہ جس نے حدیث مجاہد ابن عمر سے رفع یدین نہ کرنے میں نقل کی اس کا حافظہ آخر میں متغیر ہو گیا تھا۔ تیسرے یہ کہ طاؤس اور سالم اور نافع اور ابا الزبیر اور محارب بن دثار وغیرہم نے کہا ہے (کہ دیکھا ہم نے ابن عمر کو رفع یدین کرتے وقت تکبیر اولیٰ اور رکوع کیے۔ عبارت امام ممدوح کے رسالہ کی یہ ہے:

وَالَّذِیْ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ رَاَیْتُ بْنَ عَیَّاشٍ عَنْ حُصَیْنٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ قَالَ مَا رَاَیْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا یَرْفَعُ یَدَیْهِ فِیْ شَیْئٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ اِلَّا فِی التَّکْبِیْرَةِ الْاُوْلٰی فَقَدْ خُوْلِفَ فِیْ ذَالِكَ عَنْ مُّجَاهِدٍ قَالَ وَكِیْعٌ عَنِ الرَّبِیْعِ بْنِ صَبِیْحٍ قَالَ رَئَیْتُ مُجَاهِدًا یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِذَا رَكَعَ وَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَ قَالَ جَرِیْدٌ عَنْ لَّیْثٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ اَنَّهٗ كَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ وَ هٰذَا اَحْفَظُ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالَ صَدَقَتَهٗ اِنَّ الَّذِیْ یَرْوِیْ حَدِیْثَ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّهٗ لَمْ یَرْفَعْ یَدَیْهِ اِلَّا فِیْ اَوَّلِ التَّکْبِیْرَةِ كَانَ صَاحِبُهٗ فَقَدْ تَغَیَّرَ بِاٰخِرِهٖ وَالَّذِیْ رَوَاهُ الرَّبِیْعُ وَلَیْثٌ اَوْلٰی مَعَ اَنَّ طَاؤُسًا وَ سَالِمًا وَ نَافِعًا وَ اَبَا الزُّبَیْرِ وَ مَحَارِبَ بْنَ وَ ثَارٍ وَ غَیْرَهُمْ قَالُوْا رَاَیْنَا ابْنَ عُمَرَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِذَا كَبَّرَ وَ اِذَا رَكَعَ۔

اول جرح کا جواب علماء حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ اگر خود مجاہد کا رفع یدین کرنا ثابت ہو تو یہ امران کے واسطہ سے 'روایت عدم رفع کو کمزور نہیں کرتا جیسا کہ امام مالک

حضرت ابن عمر سے بواسطہ نافع (جو نہایت درجہ قوی اسناد ہے) حدیث رفع یدین کی روایت کرتے ہیں اور موافق مشہور روایت خود اس کے عامل نہیں۔ کما سیجئی۔

دوسرے جرح کا جواب یہ ہے کہ اگر راوی عن المجاہد متغیر الحافظ ثابت ہوا جس سے یہ اسناد کمزور ہو گئی' تو دوسرا طریقہ اسناد حدیث ہذا جو موطا امام محمد سے نقل ہوا' اس کو قوی کرتا ہے۔

تیسرے جرح کا جواب یہ ہے کہ طاؤس اور سالم اور نافع وغیرہم نے حضرت ابن عمر سے بے شک رفع یدین کرنا نقل کیا مگر مداومت اس عمل کی نہیں کی۔ اسی طرح مجاہد اور عبدالعزیز بن حکیم رفع یدین نہ کرنا حضرت ابن عمر سے نقل کیا۔ لہٰذا ممکن ہے کہ ابتداء میں حضرت ابن عمر نے رفع یدین کیا ہو گا جس کو طاؤس وغیرہ نے دیکھا اور جب بعد میں رفع یدین نہ کرنا ثابت ہوا تو ترک کر دیا ہو گا جس کو مجاہد اور عبدالعزیز بن حکیم نے روایت کیا ہے۔

اور امام طحاوی کے نزدیک یہ ترک رفع یدین کرنا ابن عمر کا منسوخیتِ رفع یدین کا قرینہ ہے:

حَيْثُ قَالَ فِي الطَّحَاوِيْ فَإِنْ قَالَ فَإِنَّ طَاؤُسًا قَدْ ذَكَرَانَّهٗ رَأَى ابْنَ عُمَرَ يَفْعَلُ مَا يُوَافِقُ مَا رُوِيَ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ قِيْلَ لَهُمْ فَقَدْ ذَكَرَ ذَالِكَ طَاؤُسَ وَ قَدْ خَالَفَهٗ مُجَاهِدٌ فَقَدْ يَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ ابْنَ عُمَرَ فَعَلَ مَا رَاٰهُ طَاؤُسَ يَفْعَلُهٗ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ عِنْدَهُ الْحُجَّةَ بِنَسْخِهٖ ثُمَّ قَامَتْ عِنْدَهُ الْحُجَّةُ بِنَسْخِهٖ وَ تَرَكَهٗ وَ فَعَلَ مَا ذَكَرَهٗ عَنْهُ مُجَاهِدٌ۔ هٰكَذَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّحْمِلَ مَا رُوِيَ عَنْهُمْ وَ يَنْفِيْ عَنْهُ الْوَهْمُ حَتّٰى يَتَحَقَّقَ ذَالِكَ وَاِلَّا سَقَطَ اَكْثَرُ الرِّوَايَاتِ۔

اثر علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ

عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبِ الْجَرْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَئَيْتُ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى مِنَ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ وَلَمْ يَرْفَعْهُمَا فِيْمَا سِوَاى ذَالِكَ۔

ترجمہ: روایت ہے کلیب بن شہاب تابعی سے' کہا دیکھا میں نے علی بن ابی طالب کو' اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ تکبیر اولیٰ میں فرض نماز سے اور نہیں اٹھاتے تھے سوائے اس کے"۔

اور امام طحاوی نے اثر ہذا کو ان الفاظ سے روایت کیا ہے:

فَاِنَّ اَبَابَكْرَةَ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ ثنا اَبُوْ اَحْمَدَ قَالَ ثنا اَبُوْ بَكْرِ النَّهْشَلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَا يَرْفَعُ بَعْدُ۔

ترجمہ: تحقیق علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کی اول تکبیر میں دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ پھر اس کے بعد نہیں اٹھاتے تھے۔

"تخریج زیلعی" میں لکھا ہے کہ یہ اثر صحیح ہے اور دار قطنی نے بھی اس اثر کی موقوفا تصویب کی ہے' البتہ مرفوع ہونے میں کلام کی ہے۔

ان دونوں اسنادوں پر رافعین کی جانب سے اگر یہ شبہ واقع ہو کہ دونوں کا مدار عاصم پر ہے اور وہ متکلم فیہ ہے تو جواب اس کا مفصلا گزر چکا کہ عاصم بن کلیب رجال مسلم اور سنن اربعہ سے ہیں۔ امام بخاری نے بھی تعلیقا ان سے اخذ کیا ہے۔

تنبیہ: امام محمد کا روایت کرنا جو مجتہدین اربعہ کے قریب قریب درجہ میں شمار کیے جاتے ہیں اور امام مالک کے علم حدیث میں شاگرد' امام شافعی کے استاد' امام احمد بن حنبل کے استاذ الاستاذ ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب مصفی میں شاگردان امام مالک کی نسبت فرماتے ہیں:

واز مجتہدین شافعی و محمد بن الحسن بلا واسطہ و احمد عن عبدالرحمن بن مہدی و جماعات عنہ و

ابو یوسف عن رجل عنہ) فوائد البہیہ میں ہے و طلب الحدیث و سمع عن مسعر و مالک والاوزاعی و الثوری) شرح موطا میں فاضل لکھنوی نے امام شافعی کا شاگرد ہونا اور امام محمد سے علوم پڑھنا بحوالہ کتب شافعیہ مثلاً "تہذیب الاسماء نووی' ولسان المیزان ابن حجر" وغیرہ سے ثابت کر کے اس کی تکذیب کر دی ہے جو "منہاج السنہ" میں علامہ ابن تیمیہ نے اس سے انکار کیا ہے اور جس کو حضرات غیر مقلدین شائع کرتے ہیں۔ غرض ایسے امام کا ایسی حدیث کو روایت کرنا اس کے قوی ہونے پر دلالت کرتا ہے' اگرچہ بعض راوی اس کے بعض آئمہ حدیث کے نزدیک ضعیف ہوں مگر اس سے فی الواقع ضعیف ہونا ان کا لازم نہیں آتا۔ مثلاً امام مسلم کے ۶۲۵ مشائخ ایسے ہیں جن کو امام بخاری نے معتمد خیال نہیں کیا۔ ان مشائخ کے واسطہ سے جس قدر احادیث امام مسلم نے روایت کیں امام بخاری کے نزدیک ضعیف ہیں اور امام بخاری کے ۴۳۴ مشائخ ایسے ہیں جن کو امام مسلم نے معتبر نہیں سمجھا اور ان سے جو روایت امام نے لیں' امام مسلم کے نزدیک لائق حجت نہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مقدمہ صحیح مسلم میں وجہ اختلاف فیما بین محدثین علامہ جلال الدین سیوطی کے حوالہ سے اس طرح نقل فرماتے ہیں:

وشیخ جلال الدین رحمتہ اللہ علیہ گفتہ ازین جہت است کہ مسلم اخراج احادیث کرد از ششصد و بست و پنج (۶۲۵) کس از شیوخ کہ احتجاج نہ کرد باحادیث ایشان امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ و امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ برآورد احادیث چار صدوسی و چار (۴۳۴) تن از مشائخ کہ اعتبار نہ کرد احادیث ایشان را امام مسلم' شیخ محی الدین نووی رحمتہ اللہ علیہ فرمود کہ ہمین سبب یعنے اطلاع بعضے بر احوال رواہ و عدم اطلاع بعضے غالبتر است در

وقوع اختلاف از صحت احادیث چنانچه باشد در راویان حدیث نه آنکه اختلاف باشد در تحقیق شروط در و مانند ابو الزبیر مکی یا سہل بن ابی الصلاح یا علاء بن عبدالرحمن یا حماد بن سلمه که مسلم ایشان را وثوق کرده برخلاف بخاری (ازیں وجه دریں قسم حدیث گفته میشود که هذا صحیح علی شرط مسلم و لیس بصحیح علی شرط البخاری و ہمیں است حال بخاری در اخراج حدیث از عکرمه مولی ابن عباس رضی الله عنهما و اسحاق بن محمد فروی بفتح فاوسکون را و عمر بن مرزوق و غیر ایشان بخلاف مسلم که اخراج حدیث ایشان نه کرده' انتهی فافهم۔

اس جگہ یہ شبہ واقع ہوتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوعاً رکوع و سجود رفع یدین کرنا جو مروی ہے وہ اس کے معارض ہے) جواب اس شبہ کا حضرت امام طحاوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس طرح دیا ہے کہ اگر وہ حدیث مرفوع صحیح ہو تو پھر حضرت علی کا باوجود روایت کرنے کے ترک رفع کرنا ان کے نزدیک نسخ ہو جانے کی دلیل ہے۔ عبارت بلفظہ یہ ہے:

فَاِنَّ عَلِيًّا لَمْ يَكُ ... صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ ثُمَّ يَتْرُكُ هُوَ الرَّفْعَ ... اِلَّا وَ قَدْ ثَبَتَ عِنْدَهُ نَسْخُ الرَّفْعِ۔

اور روایت کیا اس اثر علی کرم اللہ وجہہ کو امام بخاری نے اپنے رسالہ "رفع الیدین" میں اور اسناد پر کوئی جرح نہیں کی مگر باعتبار قاعدۂ معارضہ نفی و اثبات' اثبات کو ترجیح دی ہے اور اس کی تحقیق آگے آئے گی' انشاء اللہ تعالیٰ۔

اثر عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام طحاوی فرماتے ہیں

وَ قَدْ رَوٰی مِثْلَ ذَالِکَ اَیْضًا عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَمَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ دَاوٗدَ وَ قَالَ ثنا الْحَمَانِی قَالَ ثنا یَحْیَی بْنُ اٰدَمَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَیَّاشٍ عَنْ عَبْدِالْمَلِکِ بْنِ الْجُبْرِعَنِ الزُّبَیْرِبْنِ عَدِیٍّ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ رَئَیْتُ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ قَالَ رَئَیْتُ اِبْرَاهِیْمَ وَالشَّعْبِیَّ یَفْعَلَانِ ذَالِکَ

ترجمہ ”روایت ہے اسود سے‘ کہا دیکھا میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھاتے دونوں ہاتھ اول تکبیر میں‘ پھر نہ اٹھاتے‘ کہا راوی نے‘ دیکھا میں نے ابراہیم اور شعبی کو کہ وہ بھی ایسا کرتے تھے (یعنی تکبیر اولی کے سوائے ہاتھ نہ اٹھاتے تھے اور تائید کر دی اس اسناد طحاوی کی روایت ابن ابی شیبہ نے‘ الفاظ اس کے یہ ہیں“

ثنا ابْنُ اٰدَمَ عَنِ بْنِ عَیَّاشٍ عَنْ عَبْدِالْمَلِکِ بْنِ الْجُبْرِ عَنْ زُبَیْرِبْنِ عَدِیٍّ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ عُمَرَ فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ صَلٰوتِہٖ اِلَّا حِیْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ

ترجمہ ”کہا اسود نے تمام نماز پڑھی میں نے ساتھ‘ عمر بن الخطاب کے‘ پس نہ اٹھائے انہوں نے دونوں ہاتھ کسی موقع نماز میں‘ مگر اس وقت جبکہ شروع کیا نماز کو اور دار قطنی میں بھی اس اثر کو روایت کیا ہے‘ اثر ہذا کی صحت اسناد کا دارومدار حسن بن عیاش پر ہے‘ اور حسن بن عیاش رجال مسلم و ترمذی سے ہیں)

تقریب میں ہے:

اَلْحَسَنُ بْنُ عَيَّاشٍ بِتَحْتَانِيَّةٍ ثُمَّ مُعْجَمَةٌ اِبْنُ سَالِمٍ الْاَسْدِيُّ اَبُوْ مُحَمَّدٍ نِ الْكُوْفِيُّ اَخُوْ اَبُوْ بَكْرِ الْمُقْرِيُّ صَدُوْقٌ مِّنَ الثَّانِيَةِ)

اور امام طحاوی اسی موقع پر فرماتے ہیں

وَهُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ لِاَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَيَّاشٍ وَاِنْ كَانَ هٰذَا الْحَدِيْثُ اِنَّمَا دَارَ عَلَيْهِ فَاِنَّهُ ثِقَةٌ حُجَّةٌ قَدْ ذَكَرَ ذَالِكَ يَحْيٰى بْنُ مَعِيْنٍ وَغَيْرِهٖ

اس کے بعد فرماتے ہیں

اَفْتَرٰى عُمَرَ الْخَطَّابَ خَفِيَ عَلَيْهِ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَعَلِمَ ذَالِكَ مَنْ دُوْنَهُ وَمَنْ هُوَ مَعَهُ يَرَاهُ يَفْعَلُ غَيْرُ مَارَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ثُمَّ لَا يُنْكِرُ ذَالِكَ عَلَيْهِ هٰذَا عِنْدَنَا مَحَالٌ وَفَعَلَ عُمَرُ هٰذَا وَتَرَكَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاهُ عَلٰى ذَالِكَ دَلِيْلٌ صَحِيْحٌ اَنَّ ذَالِكَ هُوَ الْحَقُّ الَّذِيْ لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ خِلَافَهُ

ترجمہ "کیا تو دیکھتا ہے (اے مخاطب) اس امر کو کہ پوشیدہ رہے عمر بن الخطاب پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رفع یدین کرنا رکوع اور سجدہ میں اور دوسروں کو معلوم ہو جائے اور جبکہ حضرت عمر کے ہمراہی (یعنی صحابہ) حضرت عمر کو ایسا کرتے دیکھیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں کیا' پھر منع نہ کریں' یہ امر ہمارے نزدیک محال ہے) غرض حضرت عمر کا رفع یدین نہ کرنا اور صحابہ کا اس پر انکار نہ کرنا صحیح دلیل اس امر کی ہے کہ یہ (یعنی رکوع و سجود میں رفع یدین نہ کرنا) حق ہے' کسی کو اس کے خلاف کرنا مناسب نہیں

اثر حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما

دار قطنی میں اس طرح روایت کیا ہے:

ثنا اَبُوْ عُثْمَانَ سَعِیْدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ الْخَیَّاطَ وَ عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنَ عِیْسٰی بْنِ اَبِیْ حَیَّةَ قَالَ اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اَبِیْ اِسْرَائِیْلَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا فَلَمْ یَرْفَعُوْا اَیْدِیَهُمَا اِلَّا عِنْدَ تَکْبِیْرَةِ الْاُوْلٰی فِیْ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ

ترجمہ: "روایت ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے' کہا نماز پڑھی میں نے ساتھ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ' پس نہیں ہاتھ اٹھائے ان دونوں نے مگر وقت تکبیر اولیٰ کے شروع نماز میں (اس روایت دار قطنی کے اسناد میں محمد بن جابر واقع ہے جس کو ضعیف کیا بعض علماء نے' اور جن بعض نے ان کی حدیث کو بے دلیل موضوع کہہ دیا یہ تحکم بحث ہے' محمد بن جابر وضاعین سے نہیں (توثیق کی ان کی اسحاق بن اسرائیل نے اور روایت کی ان سے شعبہ' ثوری' ابن عُیَیْنَہ وغیرہم نے' اور یہ محمد بن جابر رواۃ ابو داؤد' ابن ماجہ سے ہیں اور اسی اسناد کے ساتھ روایت ہذا کو ابن عدی نے بھی لیا ہے' چنانچہ "فتح القدیر" میں ہے۔

وَاَخْرَجَ الدَّارُقُطْنِیُّ وَابْنُ عَدِیٍّ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِیْ سُلَیْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ فَلَمْ یَرْفَعُوْا اَیْدِیَهُمْ اِلَّا عِنْدَ اسْتِفْتَاحِ الصَّلٰوةِ وَاعْتَرَفَ الدَّارَقُطْنِیُّ

تَصْوِيْبَ اِرْسَالِ اِبْرَاهِيْمَ اِيَّاهُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَ تَضْعِيْفَ ابْنَ جَابِرٍ وَ قَوْلُ الْحَاكِمِ فِيْهِ (اَحْسَنُ مَا قِيْلَ فِيْهِ اِنَّهُ يَسْرِقُ الْحَدِيْثَ مِنْ كُلِّ مَنْ يُذَاكِرُهُ) مَمْنُوْعٌ قَالَ الشَّيْخُ فِى الْاِمَامِ الْعِلْمُ بِهٰذِهِ الْكَلِمَةِ مُتَعَذِّرٌ وَ اَحْسَنَ مِنْ ذَالِكَ قَوْلُ ابْنِ عَدِيٍّ كَانَ اِسْحَاقُ بْنُ اِسْرَائِيْلَ يُفَضِّلُ مُحَمَّدَ بْنَ جَابِرٍ عَلٰى جَمَاعَةٍ هُمْ اَفْضَلُ مِنْهُ وَ اَوْثَقُ وَ قَدْ رَوٰى عَنْهُ مِنَ الْكِبَارِ اَيُّوْبُ وَ ابْنُ عَوْنٍ وَ هِشَامُ ابْنُ غَسَّانَ وَ الثَّوْرِيُّ وَ شُعْبَةُ وَ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَ غَيْرُهُمْ وَ لَوْ لَا اَنَّهُ فِى الْمَحَلِّ الرَّفِيْعِ لَمْ يَرْوِ عَنْهُ هٰؤُلَاءِ۔

اور تخریج زیلعی میں ہے۔

اَخْرَجَهُ الدَّارُقُطْنِىُّ ثُمَّ الْبَيْهَقِىُّ فِىْ سُنَنِهِمَا وَ ابْنُ عَدِيٍّ فِى الْكَامِلِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِىْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّيْتُ

حاصل کلام یہ ہے کہ محمد بن جابر کو جس نے ضعیف بتلایا' یہ مسلم نہیں ہے بلکہ یہ ثقہ ہیں' اور اگر اس تضعیف بعض کو تسلیم بھی کیا جائے تو جو احادیث پہلے صحیح ہو چکیں' شاہد (گواہ) اس کے ہیں اور اسی طرح طریق اسناد اثر حضرت عمر اس کا شاہد ہے' کمامر۔

اثر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام طحاوی اس طرح روایت کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ دَاؤُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِىْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ اِلَّا فِى افْتِتَاحِ

الصَّلٰوةِ

ترجمہ "روایت ہے ابراہیم سے کہ عبداللہ بن مسعود نہیں اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ کسی جگہ نماز میں سوائے افتتاح کے (یعنی تکبیر تحریمہ کے) اور امام محمد نے اثر ہذا کو بواسطہ امام ثور روایت کیا ہے الفاظ یہ ہیں:

قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا الثَّوْرِیُّ حَدَّثَنَا حُصَیْنٌ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ کَانَ لَا یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ

اس اثر کی اسناد میں یہ کلام ہے کہ یہ متصل نہیں یعنی ابراہیم نخعی نے بلاواسطہ عبداللہ بن مسعود سے نہیں سنا' جیسا کہ اسناد یں ہے۔ جواب اس کا امام طحاوی نے یہ دیا ہے کہ ابراہیم نخعی کسی اسناد کو عبداللہ بن مسعود سے مرسل نہیں کرتے تھے' مگر عبداللہ بن مسعود سے اس روایت کے متواتر ہونے کے بعد سے' چنانچہ ایک مرتبہ اعمش نے ابراہیم سے کہا' جب تم میری حدیث بیان کرو' اس کی پوری اسناد ذکر کرو' ابراہیم نے جواب دیا جب میں تیرے سے کہوں کہ عبداللہ نے ایسا کہا اس وقت کہوں گا جب ایک جماعت نے عبداللہ سے میرے سامنے روایت کی ہو گی اور جب میں یہ کہوں گا کہ فلاں شخص نے عبداللہ سے روایت کی' تب میں نے خاص اسی شخص سے سنا ہو گا' عبارت بلفظہ امام کی یہ ہے۔

فَاِنْ قَالُوْا مَا ذَکَرْتُمُوْهُ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ غَیْرُ مُتَّصِلٍ قِیْلَ لَهُمْ کَانَ اِبْرَاهِیْمُ اِذَا اَرْسَلَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ لَمْ یُرْسِلْهُ اِلَّا بَعْدَ صِحَّتِهٖ عِنْدَهٗ وَ تَوَاتُرُ الرِّوَایَةِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَدْ قَالَ لَهُ الْاَعْمَشُ اِذَا حَدَّثْتَنِیْ فَاَسْنِدْ فَقَالَ اِذَا قُلْتُ لَکَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَلَمْ اَقُلْ ذَالِکَ حَتّٰی حَدَّثَنِیْهِ جَمَاعَةٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ وَاِذَا قُلْتُ حَدَّثَنِیْ فُلَانٌ عَنْ عَبْدِاللّٰه فَهُوَ الَّذِیْ حَدَّثَنِیْ حَدَّثَنَا بِذَالِکَ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ وَ بِشْرُبْنُ عُمَرَ شَکَّ اَبُوْ جَعْفَرٍ

عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِذَالِکَ۔

اب چند آثار وہ ذکر کیے جاتے ہیں جو مصنف ابن ابی شیبہ میں جلیل القدر صحابہ و تابعین سے روایت کی گئی ہیں، اگرچہ بعض ان کی سابق بھی نقل ہو چکی ہیں مگر چونکہ ترجمہ سب کا ایک ہی ہے اور پہلے متعدد مقامات پر لکھا گیا ہے اس واسطے اب جدا جدا ترجمہ کرنا لاحاصل سمجھ کر عبارت بلفظہ نقل کی جاتی ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ اَشْعَثَ عَنِ الشَّعْبِيِّ اَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ التَّكْبِيْرَةِ ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا ○ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اَبِيْ بَكْرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُطَابَ النَّهْشَلِيِّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَلِيًّا كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ ○ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا حَصِيْنٌ وَمُغِيْرَةُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا كَبَّرْتَ فِيْ فَاتِحَةِ الصَّلٰوةِ فَارْفَعْ يَدَيْكَ ثُمَّ لَا تَرْفَعْهُمَا فِيْمَا بَقِيَ ○ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ وَاَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ كَانَ اَصْحَابُ عَلِيٍّ لَا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ اِلَّا فِيْ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ قَالَ وَكِيْعٌ ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ ○ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِبْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حَصِيْنٍ وَمُغِيْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ لَا تَرْفَعُ يَدَيْكَ فِيْ شَيْئٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ اِلَّا فِي الْاِفْتِتَاحَةِ الْاُوْلٰى ○ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ خَيْثَمَةَ وَاِبْرَاهِيْمَ قَالَ كَانَا لَا يَرْفَعَانِ اَيْدِيَهُمَا اِلَّا فِيْ بَدْءِ الصَّلٰوةِ ○ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ كَانَ قَيْسٌ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اَوَّلَ مَا يَدْخُلُ فِي الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا ○ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُّسْلِمِ الْجُهَنِيِّ قَالَ كَانَ ابْنُ اَبِيْ لَيْلٰى يَرْفَعُ يَدَيْهِ اَوَّلَ

شَيْئٍ اِذَا كَبَّرَ ○ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ قَالَ مَا رَئَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا فِيْ اَوَّلِ مَا يَفْتَتِحُ ○ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ الْاَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ اَنَّهُمَا كَانَا يَرْفَعَانِ اَيْدِيَهُمَا اِذَا فْتَتَحَا ثُمَّ لَا يَعُوْدَانِ ○ حَدَّثَنَا ابْنُ اٰدَمَ عَنْ حَسَنِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الْجُبْرِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ فِيْ شَيْئٍ مِنَ الصَّلٰوةِ اِلَّا حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ وَرَئَيْتُ الشَّعْبِيَّ وَاِبْرَاهِيْمَ وَاَبَا اِسْحَاقَ لَا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ اِلَّا حِيْنَ يَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوةَ۔

یہ گیارہ اثر ہیں منجملہ گیارہ کے تین اثر صحابی۔ عمرؓ وابن عمرؓ وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اور آٹھ اثر تابعین کے ہیں' اسناد ہر ایک کی قوی ہے انصاف والے کے لئے ثبوت مدعا اعنی رفع یدین رکوع و سجود کے وقت نہ کرنے میں یہی کافی ہیں۔ اب وہ شبہات ذکر کئے جاتے ہیں جو آجکل زبان عوام اور موجب سوء ظنی نسبت علماء کرام ہیں۔

شبہ اول: یہ کہ اثبات نفی پر مقدم ہوتا ہے چونکہ احادیث رفع مثبت اور احادیث عدم رفع نافی ہیں اس واسطے احادیث رفع راجح اور احادیث عدم رفع مرجوح ہیں۔

جواب: اس کا یہ ہے کہ اثبات نفی پر وہاں مقدم ہوتا ہے کہ علم راوی نفی کو محیط نہ ہو اور اگر علم راوی نفی کو محیط ہو تو اس وقت اثبات و نفی دونوں برابر ہیں اور اس جگہ ایسا ہی ہے کہ عدم رفع بھی مثل رفع کے شاہد و معلوم ہے لہٰذا علم ابن مسعود اس عدم رفع کو محیط ہے اور وہ سابقین اولین صحابہ میں سے ہیں کہ ہر وقت بارگاہ عالی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہونے والوں' پانچوں نمازوں میں اقتدا کرنے والوں میں سے ہیں کمامر۔ علامہ محمد ہاشم اپنے رسالے میں اس سوال و جواب کو ان الفاظ میں لکھتے ہیں۔

اَلثَّانِيْ' اِنَّ الْاِثْبَاتَ مُقَدَّمٌ عَلَى النَّفْيِ قُلْنَا نَعَمْ لٰكِنْ

اِنَّمَا ذَالِكَ اِذَا لَمْ يَكُنِ النَّفْىُ مِمَّا يُحِيْطُ بِهٖ عِلْمَ الرَّاوِىْ فَاِنْ كَانَ يُحِيْطُ بِهٖ كَمَا فِيْمَا نَحْنُ فِيْهِ فَالْاِثْبَاتُ وَالنَّفْىُ سَوَاءٌ وَلَا شَكَّ اِنَّ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَانَ مِنَ السَّابِقِيْنَ اِلَى الْاِسْلَامِ مُلَازِمًا لِّصُحْبَةِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم بِحَيْثُ لَا يَكَادُ يُفَارِقُهٗ اِلَّا نَادِرًا حَتّٰى كَانَ يَظُنُّ اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِبَيْتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْتَدِىْ بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فَكَيْفَ لَا يُحِيْطُ عِلْمُهٗ بِهٰذَا النَّفْىِ

دوسرا جواب: یہ ہے کہ عدم رفع یدین (عبارت سکون سے ہے) اور رفع یدین مراد عدم سکون سے ہے ' لہٰذا فی الواقع عدم رفع یدین وجودی اور رفع یدین عدمی ہے ' اگر لفظ عدمی سے سکون فی الصلوۃ کو تعبیر کر دیا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ فی الواقع بھی عدمی ہو جائے ' دلیل ہماری اس دعویٰ کی نص شارع علیہ الصلوۃ والسلام ہے عدم رفع یدین کی نسبت (خواہ عدم رفع یدین وقت سلام مراد ہو یا عام ہو) یہ ارشاد فرمایا اسکنوا فی الصلوہ جس سے وجودی ہونا عدم رفع کا ثابت ہو گیا ' اب اس کے مقابل یعنی رفع یدین کا اسی نص سے عدمی ہونا یعنی عدم سکون کہلانا ثابت ہوا۔ فَانْقَلَبَ الْمُدَّعٰى وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى هٰذَا

ف دوسرا شبہ: یہ کرتے ہیں کہ احادیث عبداللہ بن مسعود وغیرہ جن سے عدم رفع یدین ثابت ہوتا ہے احادیث رفع یدین کے معارض نہیں ہو سکتیں کیونکہ احادیث اول الذکر سنن میں ہیں اور احادیث رفع یدین صحیحین میں اور امر متفق علیہ ہے کہ احادیث صحیحین احتجاج میں احادیث سنن وغیرہ پر مقدم سمجھی جاتی ہیں۔

جواب: اس شبہ کا علامہ محمد ہاشم سندی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ دیا ہے کہ اگرچہ کوئی حدیث عدم رفع کی صحیحین میں نہیں مگر جب سند بعض کے موافق شرط صحیحین کے ہے یعنی جو روات صحیحین کے ہیں ' وہی اس حدیث کی سند میں واقع ہیں تو پھر زیادہ صحیح کہنا حدیث صحیحین کو حدیث مذکور

سے دعویٰ بلا دلیل ہے۔ ایسا ہی کہا ہے امام ابن ہمام نے تحریر الاصول میں اور صاحب التیسر نے شرح تحریر میں۔ عبارت بلفظہ علامہ موصوف کی یہ ہے۔

قُلْنَا اَحَادِيْثُ النَّفْيِ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ فِيْهِمَا اِلَّا اَنَّ بَعْضَهَا ثَابِتٌ عَلٰى شَرْطِهِمَا وَقَدْ قَالَ ابْنُ الْهُمَّامِ فِيْ تَحْرِيْرِ الْاُصُوْلِ اِنَّ الْقَوْلَ يَكُوْنَ مَا فِي الصَّحِيْحَيْنِ رَاجِحًا عَلٰى مَارُوِيَ بِرِجَالِهِمَا فِيْ غَيْرِهِمَا اَيْ فِيْ غَيْرِ الصَّحِيْحَيْنِ اِذَا تَحَقَّقَ فِيْهِ شَرْطُهُمَا اَيِ الصَّحِيْحَيْنِ بَعْدَ ثِقَةِ اِمَامِهِ وَصِحَّةِ الْمَخْرَجِ تَحَكُّمٌ اِنْتَهٰى وَقَالَ صَاحِبُ التَّيْسِيْرِ شَرْحُ التَّحْرِيْرِ وَهُوَ اَيِ التَّحَكُّمُ اَمْرٌ ظَاهِرٌ انتهى

دوسرا جواب یہ ہے کہ خود امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ نہیں لایا میں اس کتاب یعنی (صحیح بخاری) مگر حدیث صحیح اور بہت سی احادیث صحیحہ میں نے چھوڑ دیں اور اسی کے قریب امام مسلم نے فرمایا ہے' چنانچہ محدث دہلوی مقدمہ مشکوۃ میں نقل فرماتے ہیں

اَلْاَحَادِيْثُ الصَّحِيْحَةُ لَمْ تَنْحَصِرْ فِيْ صَحِيْحَيِ الْبُخَارِيْ وَمُسْلِمٍ لَمْ يَسْتَوْعِبَا الصِّحَاحَ كُلَّهَا بَلْ هُمَا مُنْحَصِرَانِ فِي الصِّحَاحِ وَالصِّحَاحُ الَّتِيْ عِنْدَهُمَا وَعَلٰى شَرْطِهِمَا اَيْضًا لَمْ يُوْرِدَاهُمَا فِيْ كِتَابَيْهِمَا فَضْلًا عَمَّا عِنْدَ غَيْرِهِمَا قَالَ الْبُخَارِيْ مَا اَوْرَدْتُّ فِيْ كِتَابِيْ هٰذَا اِلَّا مَاصَحَّ وَلَقَدْ تَرَكْتُ كَثِيْرًا مِّنَ الصِّحَاحِ وَقَالَ مُسْلِمٌ اَلَّذِيْ اَوْرَدْتُّ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ مِنَ الْاَحَادِيْثِ صَحِيْحٌ وَلَا اَقُوْلُ اِنَّ مَا تَرَكْتُ ضَعِيْفٌ انتهى

غرض! جب امام بخاری اور امام مسلم نے علاوہ احادیث مندرجہ صحیحین کے دیگر احادیث صحاح کا اقرار کر لیا تو پھر در صورت "جید ہونے اسناد کے" انکار صحت کرنے کی اور بے دلیل

حکم مرجوحیت لگانے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ اگر یہ امر متفق علیہ ہی مانا جائے کہ اجازت صحیحین بہ نسبت احادیث سنن اربعہ وغیرہا کے ہر ایک موقع پر راجح ہیں' تب بھی اس سے ان احادیث پر ترجیح ثابت نہیں ہوتی جن کو امام اعظم اور صاحبین یا امام مالک نے صحیح اور قوی سمجھ کر عمل کیا ہے کیونکہ ان مجتہدین کے اساتذہ اور مشائخ تابعین تھے' مابین ان بزرگان اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جس قدر وسائط ہیں وہ سب تابعین ہیں۔ غرض! یہ حضرات خیرالقرون میں داخل ہیں جن کی عدالت کی شہادت شارع علیہ السلام نے فرمادی ہے اور بزرگان دین مصنفین صحاح ستہ خیرالقرون کے بعد ہیں فاین ھذا من ذالک۔

امام ابن ہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں۔

اِنَّا نَعْلَمُ اَنَّ اَبَا حَنِيْفَةَ وَاَتْبَاعَهٗ عَارِضُوا الْاَحَادِيْثَ عَلَى الصِّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَ تَتَبَّعُوْا وَ تَحَفَّظُوْا مِنْهُمْ فَمَا اعْتَمَدُوْهُ وَاسْنَدُوْهُ بِاعْتِبَارِ الرِّوَايَاتِ وَ الْاَسْنَادِ فَمَقْبُوْلٌ وَمَضْبُوْطٌ لِّقُرْبِهِمْ زَمَانَ اَصْحَابِ الْحَدِيْثِ بِخِلَافِ الْبُخَارِيْ وَ مُسْلِمٍ لِاَنَّهُمَا بَعْدَ الْقُرُوْنِ الثَّلَاثِ وَصَارَ النَّاسُ بَعْدَهَا مُخْتَلِفَةُ الْاَحْوَالِ وَظَهَرَ كَثِيْرًا فِيْهِمَا اٰثَارُ الْفِسْقِ وَالْكِذْبِ فَعَلٰى مَنِ اعْتَمَدَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَصَاحِبَاهُ وَ تَمَسَّكُوْا بِهَا اَخَذُوْا الْحَدِيْثَ مِنْهُمْ۔

حاصل کلام یہ ہے جن بعض روات کو بزرگان صحاح ستہ نے کئی واسطوں سے سن کر ضعیف کہا یا قوی بتلایا ان بعض کو بوجہ ہمعصر ہونے کے ائمہ مجتہدین نے بلاواسطہ دیکھا اور حال معلوم کیا' اگر ثقہ سمجھا' روایت کو لیا ورنہ ترک کیا۔

فَشَتَّانَ مَنْ رَّاٰى رَاْیَ الْعَيْنَ وَبَيَّنَ مَنْ سَمِعَ بِوَاسِطَةٍ اَوْ بِوَاسِطَتَيْنِ۔

تیسرا شبہ: رافعین کی طرف سے یہ ہے کہ احادیث اثبات رفع کثیر ہیں احادیث عدم رفع سے، لہٰذا وہ راجح اور یہ قلیل مرجوح ہیں۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ صرف کثرت سے محققین کے نزدیک ترجیح ثابت نہیں ہوتی جبکہ دوسری جانب دیگر احادیث معارض موجود ہوں اگرچہ وہ کم ہوں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ مثلاً ایک مدعی نے اپنے دعوے کے ثبوت میں صرف دو گواہ موجود کئے اور اس کے مقابل نے دس گواہ پیش کردیئے، تو یہ دس گواہ والا شخص محققین کے نزدیک بغیر کسی اور قرینہ کے غالب نہیں ہو جائے گا یا کسی حکم میں ایک آیت موجود ہے اور اس کے معارض دو آیتیں وارد ہیں تو ان دو آیتوں سے اس ایک آیت پر ترجیح نہیں ہوگی جب تک کہ حال تقدیم و تاخیر کی تحقیق نہ ہو۔

قَالَ الْعَلَّامَةُ السِّنْدِیُّ فِیْ کَشْفِ الرَّیْنِ ثُمَّ اَنَّهٗ رَجَّحَ الشَّافِعِیَّةُ الْقَائِلُوْنَ بِالرَّفْعِ اَحَادِیْثُ اِثْبَاتِ الرَّفْعِ لِوُجُوْہٍ اَلْاَوَّلُ اَنَّ اَحَادِیْثَ اِثْبَاتِ الرَّفْعِ اَکْثَرُ مِنْ اَحَادِیْثِ نَفْیِ الرَّفْعِ وَ لَا عِبْرَةَ بِالْقَلِیْلِ فِیْ جَنْبِ الْکَثِیْرِ قُلْنَا لَیْسَ کَذَالِکَ بَلْ لَّا یُرَجَّحُ بِالْکَثْرَةِ عِنْدَ الْحَنَفِیَّةِ وَلِهٰذَا قَالُوْا لَا یُرَجِّحُ بِکَثْرَةِ الشُّهُوْدِ فَلَوْ اَقَامَ مُدَّعٍ وَّاحِدٍ شَاهِدَیْنَ وَاٰخَرُ عَشَرَ شُهُوْدًا فَصَاعِدًا فَکِلَاهُمَا سَوَاءٌ کَذَا الْحُکْمُ الْوَارِدُ فِی الْاٰیَةِ وَالْاٰیَتَیْنِ وَالْخَبَرُ الْمَرْوِیِّ عَنْ نَّبِیٍّ وَّاحِدٍ نَبِیَّیْنَ وَعَنْ هٰذَا قَالَ ابْنُ الْهُمَامِ فِیْ تَحْرِیْرِالْاُصُوْلِ اَنَّهٗ بَطَلَ التَّرْجِیْحَ لِاَحَدِ الْحُکْمَیْنِ الْمُتَعَارِضَیْنِ بِکَثْرَةِ الْاَدِلَّةِ اِنْتَهٰی۔

چوتھا شبہ: رافعین کی جانب سے یہ ہے کہ احادیث رفع یدین پر اکثر ائمہ مجتہدین نے عمل کیا ہے جس سے ترجیح ان احادیث کی ظاہر ہے۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ اہلسنت و جماعت کے چار امام ہیں، منجملہ ان چاروں کے امام اعظم اور امام مالک (موافق مشہور روایت) احادیث عدم رفع یدین کے عامل ہیں، امام شافعی اور امام

احمد بن حنبل احادیث رفع یدین کے عامل ہیں۔ (شرح صحیح مسلم ص ۱۶۸)

قَالَ الْاِمَامُ النَّوَوِیُّ فِیْ شَرْحِ مُسْلِمٍ وَ قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ وَ اَصْحَابُهٗ وَ جَمَاعَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْکُوْفَةِ لَا یَسْتَحِبُّ فِیْ غَیْرِ تَکْبِیْرَةِ الْاِحْرَامِ وَ هُوَ اَشْهَرُ الرِّوَایَاتِ عَنْ مَّالِكٍ

پانچواں شبہ: رافعین کی جانب سے یہ ہے کہ حضرت امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے احادیث رفع یدین کو طرق متعددہ سے ثابت کیا اور ایک جداگانہ رسالہ میں جمع کیا اور احادیث عدم رفع پر جرح فرما کر ان کو ضعیف بتلایا جب ایسے امام الائمہ فن حدیث رفع یدین کو ترجیح دیں' پھر اس کے راجح اور عدم رفع یدین کے مرجوح ہونے میں کیا شک باقی رہا۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ امام ممدوح نے اپنی تحقیق کے مطابق جو کچھ ان کو ثابت ہوا تھا' لکھا مگر امام موصوف سے کئی واسطہ پہلے ابراہیم بن قیس' اسود نخعی تابعی جو سب محدثین صحاح ستہ وغیرہم کے نزدیک حفظ و اتقان اور ثقاہت و عدالت میں "مسلم الثبوت" امام ہیں' وہ اسی طرح اپنی تحقیق کے موافق جو ان کو صحابہ اور اجلہ تابعین سے پہنچی عدم رفع کو ترجیح دیتے ہیں' چنانچہ مؤطا امام محمد میں اثر ابراہیم نخعی اس طرح پر ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ اَخْبَرَنَا حَصِیْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَ عُمَرُ بْنُ مُرَّةَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ النَّخْعِیِّ قَالَ عُمَرُ حَدَّثَنِیْ عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلِ الْحَضْرَمِیِّ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ صَلّٰی مَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ فَرَاٰهُ یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِذَا کَبَّرَ وَ اِذَا رَکَعَ وَ اِذَا رَفَعَ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ مَا اُوْرِیْ لَعَلَّهٗ لَمْ یَرَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ یُصَلِّیْ اِلَّا ذَالِكَ الْیَوْمِ فَحَفِظَ هٰذَا مِنْهُ وَ لَمْ یَحْفَظِ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَ اَصْحَابُهٗ مَا سَمِعْتُهٗ مِنْ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اِنَّمَا کَانُوْا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیْهِمْ فِیْ بَدْءِ الصَّلٰوةِ حِیْنَ یُکَبِّرُوْنَ۔

ترجمہ: "روایت ہے حصین بن عبدالرحمٰن سے کہا' داخل ہوا میں عمر بن مرہ کے ہمراہ ابراہیم نخعی کے پاس' کہا عمر نے' بیان کیا میرے سے علقمہ بن وائل حضرمی نے اپنے باپ سے کہ انہوں نے نماز پڑھی ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے' پس دیکھا حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رفع یدین فرماتے ہوئے وقت تکبیر تحریمہ اور وقت رکوع میں جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے۔

ابراہیم نے کہا' میں حیران ہوں شاید وائل نے نہیں دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے مگر اس دن' پس اس کو یاد رکھا اور نہ یاد رکھا ہو ابن مسعود اور ان کے اصحاب نے (کہا ابراہیم نے) نہیں سنا میں نے رفع یدین کو کسی سے' سوائے اس کے نہیں کہ وہ رفع یدین کرتے تھے (یعنی صحابہ شروع نماز تکبیر اولیٰ کے وقت)

ملا علی قاری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

وَ لَا اَصْحَابَہٗ اَیْ وَ لَا سَائِرَ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا سَمِعْتُہٗ اَیْ ھٰذَا الرَّفْعَ الزَّائِدَ مِنْ اَحَدٍ مِّنْھُمْ اَیْ اَصْحَاب النَّبِیّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا کَانُوْا اَیِ الصَّحَابَۃَ یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیْھِمْ فِیْ بَدْءِ الصَّلٰوۃِ حِیْنَ یُکَبِّرُوْنَ اَیِ التَّحْرِیْمَۃَ فَقَطْ وَھُوَ بِمَنْزِلَۃِ دَعْوَی الْاِجْمَاعِ انتھی۔

اور انہیں الفاظ کے قریب روایت کیا اس اثر ابراہیم نخعی کو امام طحاوی و دار قطنی وغیرہ نے' اسناد اس کی صحیح ہے' کوئی راوی مجروح نہیں ہے' چنانچہ امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس اثر کو اپنے رسالہ رفع الیدین میں نقل فرما کر کوئی جرح اسناد پر نہیں کی' البتہ یہ فرمایا ہے کہ ابراہیم نخعی کا وائل کی حدیث پر یہ کہنا (کہ شاید حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ رفع یدین کیا ہو گا جس کو وائل نے دیکھا) ابراہیم کا گمان ہے' عبارت بلفظہ امام کے رسالہ کی یہ ہے۔

وَ قَالَ وَکِیْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ اَنَّہٗ ذُکِرَ لَہٗ

حَدِيْثُ وَائِلِ بْنِ حَجَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا رَكَعَ وَاِذَا سَجَدَ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ لَعَلَّهٗ كَانَ فَعَلَهٗ مَرَّةً وَهٰذَا ظَنٌّ مِّنْهُ

اور ایسا ہی ابوبکر بن عیاش سے امام طحاوی نے نقل کیا' وہ کہتے' میں نے کسی عالم کو نہیں دیکھا کہ رفع یدین کرتے ہوں سوائے تکبیر اولیٰ کے' عبارت بلفظہ یہ ہے۔

وَلَقَدْ حَدَّثَنِيْ بْنُ اَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَاشٍ قَالَ مَارَاَيْتُ فَقِيْهًا قَطُّ يَفْعَلُهٗ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ غَيْرِ التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى

اگر یہ شبہ پیدا ہو کہ امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسالہ رفع الیدین میں اپنے مقابل کا "سخت الفاظ مثلاً بدعتی وغیرہ سے" نام لیا ہے اگر کچھ رفع یدین کا ثبوت امام کے نزدیک ہوتا تو' ایسے الفاظ کا استعمال نہ کرتے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ امام اس رسالہ میں تارکین رفع یدین کو ہرگز بدعتی نہیں فرماتے کیونکہ خود ثوری اور وکیع اور ابراہیم نخعی وغیرہم کو تارکین رفع یدین لکھتے ہیں اور یہ سب امام کے مقبولین مشائخین سے ہیں صحابہ اور تابعین کا یہ مشرب ہونا امام ترمذی نے لکھا ہے' لہٰذا امام ممدوح کس طرح تارکین رفع کو بدعتی کہہ سکتے ہیں۔

البتہ! بدعتی اس کو کہتے ہیں (جو منکر رفع یدین ہو یعنی کہتا ہو) کہ رفع یدین کا ثبوت ہی حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہیں اور یہ رفع بدعت منکرہ ہے اور جو شخص بعد تسلیم ثبوت رفع احیاناً وعدم رفع احیاناً پھر رفع یدین کو محتمل النسخ باقتداء فعل و قول صحابہ جانے اور عدم رفع پر بوجہ دیگر احادیث کے راجح جان کر عمل کرے وہ ہرگز ہرگز امام کے نزدیک بدعتی نہیں ورنہ امام کے بہت مشائخ ان کے ہی اقرار سے بدعتی کہلائیں گے' جس سے نہ صرف بخاری بلکہ تمام احادیث کتب صحاح پر سخت جرح واقع ہوگی۔ امام کے رسالہ کا شروع اس طرح پر ہے۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ

الْبُخَارِیُ اَلرَّدُّ عَلٰی مَنْ اَنْکَرَرَفْعَ الْاَیْدِیْ فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّکُوْعِ۔

اگر امام کو تارکین رفع یدین پر طعن فرمانا ہوتا تو اس طرح فرماتے

اَلرَّدُّ عَلٰی مَنْ لَّا یَرْفَعُ الْاَیْدِیْ فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَاِذَارَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّکُوْعِ

اور پھر لکھتے لکھتے آخر کار صفحہ ۱۲ رسالہ ہذا میں یہ بھی فرمایا ہے کہ جو رفع یدین کو بدعت کہے' اس نے صحابہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر طعن کیا' کما مر غیر مقلدین زمانے نے کم استعدادی سے منکرین رفع اور تارکین رفع کے ایک معنے سمجھ کر جملہ مقلدین حنفیہ و مالکیہ کے ساتھ جو کہ اہل السنہ والجماعتہ میں دو ثلث سے زیادہ ہیں۔ بدظنی پیدا کرلی۔

هَدَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَیَفْتَحُ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ

علاوہ ازیں' بعض علماء سلف کا قاعدہ ہے کہ جو امر شر عاان کے نزدیک محقق ہو جائے اس میں مقابل کو بوجہ حرارت دینی خود سخت الفاظ سے یاد فرمایا کرتے ہیں اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مقابل فی الواقع اس کے مصداق ہوں گے بشرطیکہ ثقاہت و عدالت ان گروہ مقابل کی (ائمہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیتہ میں) مسلم الثبوت ہو۔ مثلاً امام مسلم مقدمہ صحیح مسلم میں بحث حدیث عنعنہ پر امام بخاری و ابن المدینی کی نسبت یہ الفاظ لکھتے ہیں۔

وَقَدْ تَکَلَّمَ بَعْضُ مُنْتَحِلِی الْحَدِیْثِ مِنْ اَهْلِ عَصْرِنَا فِیْ تَصْحِیْحِ الْاَسَانِیْدِ وَسَقِیْمِهَا بِقَوْلٍ لَوْ اَضْرَبْنَا عَنْ حِکَایَتِهٖ وَذِکْرِ فَسَادِهٖ صَفْحًا لَکَانَ رَأْیًا مَتِیْنًا وَمَذْهَبًا صَحِیْحًا اِذِ الْاِعْرَاضُ عَنِ الْقَوْلِ الْمُطَّرَحِ اَحْرٰی لِاِمَاتَتِهٖ وَاِخْمَالِ ذِکْرِ قَائِلِهٖ وَاَجْدَرُ اَنْ لَّا یَکُوْنَ تَنْبِیْهًا لِّلْجُهَّالِ عَلَیْهِ اِلٰی اٰخِرِ الْعِبَارَۃِ

ترجمہ "اور تحقیق کلام کی ہمارے زمانہ کے بعض منتحلے الحدیث (یعنی جو حدیث نہیں جانتے اور محدث کہلاتے ہیں) نے اسانید کی صحت اور سقم میں ایسی کلام کہ

اگر ہم اس کی حکایت اور فساد سے اعراض کریں یعنی ذکر نہ کریں تو عمدہ رائے اور مذہب صحیح ہو اس واسطے کہ ایسے قول متروک سے اعراض کرنا ہی لائق ہوتا ہے تاکہ ایسے قائل کا ذکر مشہور نہ ہو اور جہال سے پوشیدہ ہی رہے۔) اس کے بعد امام نے دلائل کے ساتھ تردید کرنی شروع کی ہے فافہم وتدبر

اب ہم یہاں سے وجوہات ترجیح عمل ہر احادیث عدم رفع یدین بیان کرتے ہیں۔

وجہ اول یہ کہ عمدہ ترین احادیث رفع یدین حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ہے اور عمدہ ترین احادیث عدم رفع یدین میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے اور یہ دونوں متعارض ہیں مگر بعد نظر "دقیق" اول حدث کا مرجوح ہونا اور حدیث ثان کا راجح ہونا ظاہر ہے اولاً اس واسطے کہ عبداللہ بن مسعود نے بڑے اہتمام سے قوم کے سامنے یہ حدیث سنائی یعنی پہلے جتلا دیا کہ میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز دکھلاتا ہوں اور پھر سوائے تکبیر تحریمہ کے اور کسی جگہ رفع یدین نہیں کیا۔ اور عبداللہ بن عمر نے معمولی طور پر روایت فرمائی۔ طریق ہذا اور سابق میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

ثانیاً اس واسطے کہ راوی حدیث یعنی عبداللہ بن عمر سے رفع یدین کا ترک کرنا اسانید جیدہ سے ثابت ہے کما مر اور راوی حدیث ثانی یعنی عبداللہ بن مسعود سے کسی ضعیف اسناد کے ساتھ بھی کسی حدیث کی کتاب میں رفع یدین کرنا منقول نہیں ہوا۔

ثالثاً اس واسطے کہ عبداللہ بن مسعود کے بعد روایان حدیث عدم رفع اسود اور علقمہ اور ابراہیم نخعی اسی حدیث پر عامل رہے یعنی رفع یدین نہیں کیا اور عبداللہ بن عمر کے بعد (جو روایان حدیث رفع میں اپنے زمانہ کے اعلم امام مالک تھے' وہ رفع یدین کے عامل نہیں ہوئے' كَمَا مَرَّ مِنَ اَشْهَرِ الرِّوَايَاتِ مِنْهُ۔

رابعاً اس واسطے کہ عبداللہ بن مسعود افقہ ہیں بہ نسبت عبداللہ بن عمر کے جیسا کہ مناظرہ امام اعظم اور امام اوزاعی سے ثابت ہوا۔

خامساً اس واسطے کہ حدیث عبداللہ بن مسعود پر زمانہ صحابہ اور تابعین میں باتفاق اکثر علماء عمل کیا گیا' یہاں تک کہ ابراہیم نخعی نے ایسے الفاظ فرمائے جو دعوے اجماع کے قریب ہیں (یعنی

کہا

فَمَا سَمِعْتُهُ مِنْ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اِنَّمَا كَانُوْا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِيْ بَدْءِ الصَّلٰوةِ حِيْنَ يُكَبِّرُوْنَ

اس کی شرح میں ملا علی قاری فرماتے ہیں

فَمَا سَمِعْتُهُ اَيْ هٰذَا الرَّفْعَ الزَّائِدَ مِنْ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اَيْ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا كَانُوْا اَيْ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِيْ بَدْءِ الصَّلٰوةِ حِيْنَ يُكَبِّرُوْنَ اَيْ لِلتَّحْرِيْمَةِ فَقَطْ فَهٰذَا بِمَنْزِلَةِ دَعْوَى الْاِجْمَاعِ

خلاصہ حضرت ابراہیم نخعی کا اثر یہ ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی صحابی سے تکبیر تحریمہ کے سوائے رفع یدین کرنا نہیں سنا' اس پر ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ یہ بمنزلہ دعویٰ اجماع کے ہے اور ابو بکر بن عیاش فرماتے ہیں کہ میں نے کسی فقیہ کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا کما نص من الطحاوی۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں اسناد صحیح سے روایت کی گئی ہے کہ اصحاب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اصحاب علی کرم اللہ وجہہ تکبیر تحریمہ کے سوائے رفع یدین نہیں کرتے تھے' صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کثرت ترک رفع یدین پر نواب صاحب بھوپال تسلیم نہیں کرتے' مگر تابعین کی کثرت عدم رفع یدین پر مانتے ہیں' مگر ساتھ ہی یہ خدشہ فرماتے ہیں کہ زمانہ تابعین میں کسی امر مسنون کا پوشیدہ ہو جانا بعید نہیں ہے جیسے ہر خفض اور رفع پر تکبیر کہنا اس قرن میں مخفی رہا چنانچہ مسک الختام میں اس سوال و جواب کو ان الفاظ سے نقل کرتے ہیں۔

ونیز گویند کہ رفع در قرن صحابہ شہرت نہ داشت و بسیارے از صحابہ آنرا نمی کردند جزیں نیست کہ بعضے ازایشاں احیانا میکردند چنانکہ قول میمون بابن عباس کہ

نہ دیدم ہیچ یکے را کہ نماز گذارد" چنانکہ ابن زبیر گذارد" دلالت می کند براں۔ پس اگر ایں سنت منسوخ نمی بود ترک اکثر صحابہ آں را مستبعد می نمود وجوابش آنست کہ لازم نمی آید از ندیدن میمون ہیچ یکے را رفع کنندہ منع رفع زیرا کہ وے صحبت کبار صحابہ ندریافتہ وروایت وی از ایشاں ثابت نہ شدہ غایتہ باقی الباب آنکہ غرابت اں فعل در قرن تابعین ثابت شود ودر خفائے سنت دریں قرن ہیچ استبعاد نیست۔

اقول میمون ہی صرف عدم روایت رفع یدین صحابہ کے راوی نہیں، بلکہ ابراہیم جیسے جلیل القدر تابعی بھی اس امر کے راوی ہیں اور انہوں نے اکثر صحابہ کو دیکھا اور وہ مشاہیر علماء تابعین سے ہیں اور کسی ایک مسئلہ میں اگر قرن تابعین میں خفا ثابت ہوا جیسا کہ مسئلہ تکبیر ہے" تو اس سے یہ کس طرح لازم آیا کہ اور مسائل میں بھی خفا رہا؟ ورنہ زمانہ تابعین کی سند نہ رہی" وہذا خلاف المسلم۔ علاوہ ازیں اس اقرار سے کہ زمانہ تابعین میں خفا رہا" حدیث رفع یدین کا مشہور نہ ہونا ثابت ہو گیا۔

لِاَنَّ الْمَشْهُوْرَ مَا اشْتَهَرَ فِي الْقَرْنِ الثَّانِيْ

حالانکہ رافعین مدعی مشہوریت حدیث رفع یدین کے ہیں کما فی التنویر وغیرہ" ترمذی شریف میں امام ترمذی حدیث عبداللہ بن مسعود لانے کے بعد فرماتے ہیں۔

وَبِهٖ يَقُوْلُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ

یعنی عدم رفع یدین کے عامل صحابہ اور تابعین ہیں اور یہی قول سفیان اور اہل کوفہ کا ہے

اور احادیث ابن ابی شیبہ وغیرہ گذر چکے جن سے اس قدر اجلہ علماء تابعین کا رفع یدین کو ترک کر دینا باسانید صحیحہ ثابت ہوا۔ امام شعبی، ابراہیم نخعی، اصحاب علی کرم اللہ وجہہ، اصحاب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خیثمہ، قیس، ابن ابی لیلیٰ، اسود، علقمہ، پھر اس کے بعد مشہور علماء تبع تابعین میں سے سفیان ثوری، و کیع بن الجراح، اور تمام کوفہ بالاجماع اور اعلم علماءِ مدینہ منورہ یعنی امام مالک، کما شرح موطا امام محمد میں۔

وَوَافَقَهُ فِي عَدَمِ الرَّفْعِ إِلَّا مَرَّةً الثَّوْرِيُّ وَالْحَسَنُ بْنُ حَيٍّ وَسَائِرُ فُقَهَاءِ الْكُوفَةِ قَدِيمًا وَحَدِيثًا وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَصْحَابِهِ وَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ نَصْرٍ الْمَرْوَزِيُّ لَا نَعْلَمُ مِصْرًا مِنَ الْأَمْصَارِ تَرَكُوا بِإِجْمَاعِهِمْ رَفْعَ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْخَفْضِ وَالرَّفْعِ إِلَّا أَهْلَ الْكُوفَةِ وَاخْتَلَفَ الرِّوَايَةُ فِيهِ عَنْ مَالِكٍ فَمَرَّةً قَالَ يَرْفَعُ وَمَرَّةً قَالَ لَا يَرْفَعُ وَعَلَيْهِ جُمْهُورُ أَصْحَابِهِ وَهٰذَا آخِرُ الْكَلَامِ فِي هٰذَا الْمَقَامِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى حُسْنِ الْاِخْتِتَامِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ وَحَبِيبِهِ سَيِّدِ الْأَنَامِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ الْبَرَرَةِ الْكِرَامِ

عمل کی باتیں

۱- اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کیجئے، کہ ایمان کی اصل ہے

۲- فرائض واجبات کی پابندی کیجئے۔ نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کو حتی المقدور یقینی بنائیے، کہ ان کے بغیر ایمان نامکمل ہے۔ حرام و مکروہ کاموں سے پرہیز کیجئے۔

۳- نوافل، ذکر اللہ اور ذکر رسول خصوصاً محافل میلاد کا اہتمام کیجئے، کہ یہ اللہ تعالیٰ کے قرب و رضا اور بخشش کا سبب ہیں۔

۴- حسن معاملہ، خوش اخلاقی، وعدہ وفائی اور عمل بالسنہ کو اپنا شعار بنائیے۔

۵- قرآن و سنت کا علم حاصل کیجئے، کہ اسکے بغیر عمل گمراہی ہے۔

۶- قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کیجئے، اور اسکے مطالب سمجھنے کے لئے کلام پاک کا بہترین ترجمہ کنزالایمان از اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی کا مطالعہ کیجئے، کہ قرآن مجید کا صحیح ترجمہ یہی ہے۔

۷- فاتحہ، عرس، میلاد شریف، گیارھویں شریف، چہلم اور دوسری مذہبی تقریبات مین کھانے، شرینی اور پھلوں کے علاوہ علماء اہل سنت اور بزرگان کی کتابیں بھی تقسیم کیجئے۔

۸- فحاشی، عریانی بیحیائی، بد عملی اور بد عقیدگی کو روکنے کے لئے، دینی، اخلاقی، اور تعمیری لٹریچر کو گھر گھر پہنچانے کے لئے ہمارا ساتھ دیجئے، اور تنظیم کے معاون و مددگار بنیئے۔

۹- ہر گھر، محلہ، گاؤں اور شہر میں دینی لائبریری قائم کیجئے اور اسمیں بزرگان دین اور علماء اہلسنت کا لٹریچر ذخیرہ کیجئے، کہ تبلیغ دین کا اہم ذریعہ ہے۔

۱۰- ماں باپ کی خدمت کیجئے، اولاد کی اچھی تربیت کیجئے، ہمسایوں کے ساتھ بہترین سلوک کیجئے، قرض ہر صورت میں ادا کیجئے، کہ یہ دنیا و آخرت میں کامیابی کا سبب ہیں۔

۱۱- تنظیم نوجوانان اہلسنت کی رکنیت قبول کر کے اشاعت دین کے معاون و مددگار بنیئے اور جہاد بالقلم کی تحریک میں شمولیت اختیار کیجئے۔

تنظیم نوجوانان اہلسنت